ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
ناقص رقم

اے اجل تکلیف مت کر کیا کرے گی آن کر
ہو چکا پہلے ہی ہیں کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کس طرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بے مقدور کو قدرت ہو گر تو جلد ہی
دیکھ پھر ساماں اسی فرعون بے ساماں کا

دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پیرا کھوں کے خون
پھر چبایا اوس نے لعل لب پہ لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفوں نے مشکیں باندھ کر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یاں روتا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونوں پہلو میں ہیں زخمی اوس نے کیا جانے
ادہر مارا تو کیا مارا ادہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بہی ضرب اے کوہکن پہنچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بدبیں میں
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

میں جو شہید ہوں لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان ہو دل بے غبار کا

ہو پاکدامنوں کو خلش گر سے کیا خطر
کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگان کے خار کا

پوچھو ہو کیا حلاوت تلخابہ سرشک
شربت ہے باغ خلد میں کے انار کا

بہجھے کی دل کی آگ نہین زیر خاک بھی — ہو گا درخت گو یہ بیری چنار کا

اوس روی تابناک پہ ہر قطرۂ عرق — گویا کہ اک ستارا ہے صبح بہار کا

اے ذوق گر نہین ہوش تو دنیا سے دور بہاگ
اس میکدے مین کام نہین ہوشیار کا

ہمارے خون سے دل پایمال ہے کیسا — چہلا ہے دیکھو وہ دامن سنبہال کے کیسا

بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وہ صریح — جو نکلا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا

نہین ہے جوگی اگر چشم یار گرد اوسکے — ہجوم کرتے ہین مژگان کے بال کے کیسا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروی یار — ستارا نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون اے قاتل — اوٹھا ہے فتنہ یہ بعد انفصال کے کیسا

شب فراق مین اوس مہ جبین کے انجم چرخ — مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے کیسا

ہزارون دم ہین اوسے یاد تونے دیکھا ذوق
کیا وہ بخیرہ سے پہر مجھکو ٹال کے کیسا

مین کہان سنگ در یار سے ٹل جاؤن گا — نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤن گا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤن گا — بلکہ مین توڑکے اوسکو بھی نکل جاؤن گا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجھکو — ورنہ مین جاکے وہان دیکھ مچل جاؤن گا

مدرسے مین بھی اگر جاؤنگا تو جای کتاب — شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤن گا

کوچۂ یار مین جاؤن گا تو مثل خورشید — پاس ادب سے مین بھی کی بل جاؤن گا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال — ورنہ خون ہوکے مین آنکھون سے نکل جاؤنگا

سرو مہرو نے فلک ڈال نہ پالا کہ مین اگ — نخل سرمازدہ کسطرح سے جل جاؤن گا

آنکھ سے اشک صفت مجھکو گرا کر نہ سنبھال — مین نہین وہ کہ سنبھالو سے سنبھل جاؤن گا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھہ عشق کی راہ — ایسے مین کر طرف دشت و جبل جاؤن گا

گر پڑا آگ مین پروانہ دم گرمی شوق — سمجھا اتنا ہی نہ کمبخت کہ جل جاؤن گا

ہون مشتاق شہادت کہ ترے ہاتھ سے [illegible] — [illegible] شمشیر اجل [illegible] جاؤن

سو بار مر کے عاشق جاں باختہ ترا
لڑنے کو پھر کھڑا ر وشمن ترہ ہو گیا

مجنوں بھی دشت گرد تھا مانند گرد باد
جب خاک اوڑا چکے تو وہ گرد ہو گیا

اوس صید تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ کے یوں ہی وہ سرد ہو گیا

واں رخ شگفتی سے گل در دہن گیا
یاں غم سے روئے زرد گل زرد ہو گیا

پیر مغاں کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

ہاں طبیب دے ہی ہمیں کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی ہے ہمارا بجھا ہوا

کہتے تھے آفتاب قیامت جسے سو وہ
نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا

چشم غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
اک تیر ہے زہر میں گویا بجھا ہوا

پھر دل میں آہ سرد ہوئی تیر شعلہ زن
لو پھر بھڑک اوٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا

پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا تجھے
پر تھا مرے نصیب سے توڑا بجھا ہوا

جل کر اگر بجھا بھی دل سوختہ مگر
تو پھر جلے گا جیسے کہ کوئلا بجھا ہوا

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینے میں ہم نے ذوق نپایا بجھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستاں سے عندلیب جدا

دکھائے جلوہ جو مسجد میں وہ بت کافر
تو چیخ اوٹھے مؤذن جدا خطیب جدا

جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا
حروف درد کی صورت ہوں گو قریب جدا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہ ہو نالہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر
نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کے رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

آشیاں باغ میں ڈہونڈا جو قفس سی جا کر
ایک تنکا بہی تہا باد صبا نے رکہا

دل جو دیوانہ تہا میرا تو پہر کیوں اسکو
پابزنجیر ترے زلف دوتا نے رکہا

آنکہیں بیدار طلب گور سے آئی ہیں نکل
دستہ نرگس کا نہیں میرے سرہانے رکہا

ہیے ناواقف رہ پہلے سے رہبر جو وجود
گور سے آگے قدم دیکہو عصا نے رکہا

ناتواں میں تہ تن زار مرا دیکہہ سکا
خوب دہوکے میں اوسے تار قبا نے رکہا

نہ کہی خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گہر میں مہمان جیسے اہل صفا نے رکہا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنوں مرا اوس ہوش ربا نے رکہا

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبہی خضر
لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکہا

نکگیا مر کے بہی اوس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گو یہ قرآن سرہانے رکہا

بے نشان پہلے فنا سے تہو جو ہو تجہکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشان ذوق فنا نے رکہا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑہا
سر پہ شیطان کے ایک اور بہی شیطان چڑہا

عشق کے ڈہب پہ کبہی بجتر انسان چڑہا
اسکے قابو پہ چڑہا تو بہی نادان چڑہا

چڑہگیا جب کہ نہیں توسن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑہا

بیٹہے دیکہا مرہ کو تو اوس ابرو کو خیال
لیکے خنجر مری چہاتی پہ وہ ہیں آن چڑہا

دیکہیے ملت و دین کتنے کرے کا برباد
پاؤں کے گہوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑہا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا اتنا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑہا

جب لڑی آنکہہ تری کوئی مرے دل کے سوا
فوج مژگاں کے نہ تہی پر سر میدان چڑہا

ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ
جلد جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑہا

دیکہو قسمت کا لکہا مٹ نہ خط نسخہ یار
دہیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑہا

غمزہ یار کو ہی سونپ متاع دل و جان
چور تہا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑہا

اشک آتی نہیں مژگان پہ کہ یار و ابہی
پانی سو نیزے دیا باندہ کے طوفان چڑہا

[illegible] عشق کا [illegible] گا [illegible] اگر اے ذوق
دل و دین دیتے ہیں سب کہہ کے مسلمان چڑہا

نہیں گوش شنوا باغ جہاں میں غافل
ورنہ ہر برگ ہے بیان نغمہ سرائی کرتا

سنا انکہیں سیکے جاتا ہے کدہر تو کہ سیکھے
ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجہاسے کہ نہیں چشم میں نم
پہر ہے پچہہ خون جگر کار روائی کرتا

بیٹھہ رہی تو قفس ہے جب آرام کی جا
پہر ہے بیچین نہیں شوق رہائی کرتا

ذوق اوس پاے نگارین کا جو ہی وصف نگار ہم

نکرتا ضبط میں نالہ تو پہر ایسا دہوان ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا

اہی کیا سرو قاتل یہ شہید تفتہ جان ہوتا
کوئی دم شمع مردہ میں بہی باقی دہوان ہوتا

کہی ہے مرغ دل ای کاش میں زاغ کمان ہوتا
کہ تا شاخ کمان پر او سکے میرا آشیان ہوتا

عزاداری میں ہی کسکے یہ چرخ ماتمی جامہ
کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشاں ہوتا

نہوتی دل میں گر کاوش کسیکے نوک مژگاں کی
تو کیوں حق میں مرے ہر موے تن مثل سنان ہوتا

نہ رکہتا یہ نہ رکہتا منہ پہ دانہ یہ مریض غم
اگر تیرا میسر بوسہ خال دہان ہوتا

جو روتا ہو لگر جی ٹنگتا سے دہر میں عاشق
تو جوے کہکشاں میں ہی فلک پہ خون رواں ہوتا

بگولا گر نہوتا وادی وحشت میں ای مجنون
تو گنبد ہم سے سرگشتوں کی تربت پر کہاں ہوتا

ترے خونی جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مژگان کی طرح سے اوسکی دایم خون چکاں ہوتا

رکاوٹ دلکی اوس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کہ خنجر ہے مری گردن پہ رگ رگ کے روان ہوتا

نکرتا ضبط میں گریہ تو ای **ذوق** اک گہڑی میں بہی
کٹورے کیطرح گہڑیال کے غرق آسمان ہوتا

انکہیں مری تلون سے وہ ملجای تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جاے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جاے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبہالا
لیکن وہ سنبہالے سے سنبہل جاے تو اچھا

ہو تجہسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اوسکی اجل جاے تو اچھا

کہینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کو ہی انسان کو نگل جاے تو اچھا

بندہ سکا ہے نہ مضموں اوس دہان تنگ کا
ہاتہہ اپنا فکر میں تہ زنخدان ہی رہا

جاہلوں سنکر نہ آئے راہ پر سمجہے سے ہی
جہل سے بوجہل اپنی نا مسلمان ہی رہا

پاؤں کب نکلے رکاب حلقہ زنجیر سے
توسن وحشت سوار اگرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی میں چہپتے ہیں روشن ضمیر
جامہ فانوس میں بہی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہہ اور شے
کتنا طوطی کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہیں حیرت افزا
دیدہ بسمل کہا دیکہا کہ حیران ہی رہا

حلقہ گیسو میں دیکہی کسنے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتوں دل اور پیکا دونوں سینے میں رہے
آخر تپش دل سے گیا خوں ہو پیکان ہی رہا

سبکو دیکہا اسنے اور اسکو نہ دیکہا جوں نگاہ
وہ رہا آنکہوں میں اور آنکہوں سے پنہان ہی رہا

آگے زلفیں دل میں بستی تہیں اور اب آنکہیں مگر
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجہہ میں اسمیں ربط ہے گویا برنگ بوئے گل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈہونڈتا ہے ذوق کیا اسوقت میں
اب نہ کچہہ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسم طرفہ تر آنسو نے میری مژدمان باندہا
کہ ہے اک اک گرہ میں حاصل صد بحر و کان باندہا

ترے جوڑے کے کہلنے نے مرا دل بستان باندہا
عجب تقدیر نے عقدہ وہان کہولا یہان باندہا

یہ بہتان کسنے افشائے محبت کا یہان باندہا
جو بعد از مرگ میرے منہہ کو تو نے بدگمان باندہا

ہوئی تشہیر اس ناتوانی کی بسکہ پاؤں میں
کوئی تار نگاہ موڑ جا سے ریسمان باندہا

کیا مجنوں مجہے آشفتگی زلف نے کس کی
کہ میرے سر پہ مرغ شانہ سر نے آشیان باندہا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ مینا
تو مینے تار اک رونیکا لیکے ہچکیان باندہا

تڑپکر دامن زین کو نہ آلودہ کرے خوں سے
سر فتراک سے کیوں تو نے صید نیم جان باندہا

نہ چہاڑا غیر کو ہرگز کہ ہو کر جہاڑ لپٹا تہا
پیچہے پر کانٹیوں کا جہاڑ تو نے بدزبان باندہا

وہ ہوں ناکام ہا بچہا نامرادی جو مرا اپنی
مرے مرقد پہ چہلا وسنے اگہ دستان باندہا

اوڑا لیجائے وہ میں اک آہ میں اس تیرہ خاکدانے
اگر تیکر وہ ہو میں نے دل پہ زیر آسمان باندہا

پڑھتا نہیں خط غیر مرادان کسی عنوان
جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا

کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین ترے کافر
یاد اسلیئے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہی تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقل مینائے مل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قل ہوا

دریائے غم سے میرے گذرنے کے واسطے
تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا

پروانہ بھی تھا گرم تپش پہ کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تھی درون کی نہ ہرگز سمجھ مین بات
آوازہ گو بلند مثال دہل ہوا

جنکی نظر چھپا ترا رخسار آتشین
اوس کا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نوازیان تو یہ دیکھو کہ آدمی
جزو ضعیف محرم اسرار کل ہوا

اوس بن رہا چمن مین بھی مین ذوق دلخراش
ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا

آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا

ذبح ہونیکا مزا جانتا گر صید حرام
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

گر یہ محبت ہی ہوتا تھا نصیبون مین مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیون مصر مین کنعان سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

سوت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خودبین کہ خدا کا بھی مقابل ہوتا

آپ آئینہ ہستی مین ہے تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا

دل گرفتگی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا

بسا تھا آہ کے دل ہی میں پیکان نکل آیا — تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہنسنے تھے جو کیا تو یہ کاسا ق — مغرب سے کی سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت ہی کیا شی کہ الگ یوسف کنعان — دریا کے تہ مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل میں شہادت کا دفینہ — کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر ایک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا — وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ مسہ ڈال خار آبلے میں کہ ہو گا — یہہ ساغر ہے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر — ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جب کہ دامن تک اوسکے — ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

ذوق

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا

مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سر سے ہی سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا — سچ کہا ہے یار ڈرہ کاٹے نام ہو تلوار کا

کوچۂ زلف بتان میں دل پڑا ہو گا کہیں — پوچھتے ہو کیا ٹھکانا اوس خدائی خوار کا

متفرق مطلعجات

چاندنی نے شب تجھے بن یہ روپ دکھایا تھا — تجھکو ماہتابی پر دھوپ میں بٹھایا تھا

آنا تو خفا آنا جانا تو رولا جانا — آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا

کیا طبع میں جو دست ہے دل کے اوڑا جاتا — ہو تو نکلا یہاں ہلتا وان بات کا پایا جاتا

کیوں سکے مکرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — کہہ جو تجھے کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

کروں درد آشنا کیونکر دل جناب اپنا سا — بلا سے جیسا ہو میں ڈھونڈوں بنا ایسا سا

وہ دیکھیں کس طرح ہے روز فرقت دیکھکر جینا — کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھکر جینا

فرد

یوں ہی وہاں سے ہم دل صد پارہ ڈھونڈ کر — دیکھا جہاں پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

ناتمام

ہم پہنہ پا جنون اور گرم پتھر زیر پا — دوپہر ہے سایہ بہی بیٹھے ہی دیکر زیر پا
تحمل گل ٹھنڈی نہ ہو نفف سیون ای نگاہ — دوپہرا ہو رکہہ گے میرا کاسہ زیر پا

فرد

زاہد شراب پینے سی کافر ہوا مین کیون — کیا ڈیڑہ چلو پانی مین ایمان بہہ گیا

ناتمام

کیا کہین اوس سی جو ہم سے زیادہ جانتا — وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا
کیون تکبر بولتا یہ مبتدہ محکوم القضا — گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ بولتا

مطلع

مژہ پیکان کا ہے ٹکڑا اکہ سری کا ٹکڑا — ٹکڑا ہے چاند کا ٹکڑا اکہ پری کا ٹکڑا

ناتمام

یہانتک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا — جہسمین مین نہ شکار گئے پر بہی شیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین — کاٹتا ہے گہر مین ساہی کا پاگل نیر کا

مطلعجات

ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکہلا دیا — چشم کے کوزہ مین دریا بند کر دکہلا دیا
نالہ جب دل سی سینے مین پہوٹا اٹہکا — جلتی گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹہکا
ہاتہہ آکر دل وحشی جو کوئی چہوٹ گیا — ہوس صید سے صیاد کا جی چہوٹ گیا

ناتمام

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا — خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا
مین ہون جکبہ ہون لگی جب نسیم دنیا کی ہوا — حال میرا ہے بعینہ آسیاے باد کا

مقطع

ذوق ہے ترک وطن مین صاف نقص آبرو
نکلتا پہرتا ہے گہر ہو کر سمندر سے جدا

مطلع

مطلع

مطلع

مطلعیات

چشم و نگہ کو تیرے مدام کیون کریگا
عہد پیری نے بہلا یاد وہ چلنا کودنا
مسجد میں اوسنے ہمکو آنکہیں دکہا کے مارا

مرگ قضا کو تیرا عاشق نہ نے مریگا
ہاے طفلی کہیلنا کہانا او چہلنا کودنا
کافر کی دیکہہ شوخی گہر میں خدا کے مارا

ردیف باے موحدہ

پی ہی جا ذوق تکلیف میں بس جام شراب
لب تک اوسکے جو ہوی دسترس جام شراب
جھمکا مستی میں وہ حسینا ہوس جام شراب
باز گشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
دست بدست سحر کی ہونگی فریاد بہت
جوش مستی ہی عجب قافلہ میں کہ نہین
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا
رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا
مرغ دل نرگس سگیون کی ہے مژگان میں اسیر
دل شکستہ ہون وہ میں ٹوٹگی ہون مسکر کر
ساقی اس دور میں کب آنکہہ چرا سکتا ہے
نوشدارو سے بہی بہتر ہے دم رنج خمار
بے خبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے
ابلق چشم سیہ مست تیری دیکہا
سیکھے میخانہ کی غفلت تو نہ بیٹھے ہرگز
تحمل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
بادہ صاف میں آیا ہے کہانسے تنکا

لب پہ تو ہے ترے دلمیں ہوس جام شراب
تنگ تھا خال لب اوسکا مگس جام شراب
عکس حال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب
جیسے ساقی کیطرف باز پس جام شراب
نہوا کوئی بہی فریادرس جام شراب
بے شکستہ ایک صدا کے جرس جام شراب
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب
حبس شیشہ کو لگا کہنے حبس جام شراب
تازہ مضمون ہے جو باندہون قفس جام شراب
نام لکہدے جو کوئی پیر ایس جام شراب
رات بہر گشت کرے ہے عسس جام شراب
ساقیا شربت فریاد رس جام شراب
پیر زبان ہے جو دہان جرس جام شراب
ورنہ ابتک نہ سنا تہا فرس جام شراب
سر جمشید پہ اوڑکر مگس جام شراب
پہلے ہو بیچ تمہ پیش ترس جام شراب
عکس مژگان ترا پیش خس جام شراب

ہو میری خاک کو جو تمہارے قدم نصیب
کہایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہین لاکہہ لطف وکرم سے ترے ستم
اپنے زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب

ماہی ہو یا ہو ماہ وہ دے ایک یا ہزار
بیداغ ہون نہ دست فلک سی درم نصیب

ہی خوش نصیب عشق مین جو بوالہوس نہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد شد سے نہووے تو
ہر دم ہے تجہکو سیر وجود وعدم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
ایک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پہر
اے خوش نصیب تجہکو طواف حرم نصیب

دے جسکو اپنے ہاتہہ سے تو ایک جام مے
ساقی دیئے خدا نے اوسی مثل جم نصیب

ایمان ہے تیرا شوق لقا جسکو یہ نہو
دیدار او سے خدا کا نہو اے صنم نصیب

جاتے ہین کوے یار کو اسمین جو ہو سو ہو
ای **ذوق** آزماتی ہین آج اپنے ہم نصیب

دل عبادت سے چراتا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

حشر تک مے مین رہے اوس سرو قامت کی طلب
پہ طلب اپنی ہے یارب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جاتا ہے جب تک ور بہڑکتا ہی نہ جان
کم نہ ہو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہئے
اور یہان فرصت کہان جو کیجئے فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آب بقا
ہا نہین تجہکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑہ گئی ہی عشق مین حرص اسقدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

ہو کے دل غمزے کا بسمل تازہ پر دیتا ہی دم
کرتا ہی آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہی چرخ سے
کاسۂ زہراب سے کرتا ہے شربت کی طلب

تن بادری سے جب پیدا ہو تکلیف سے
یان کہان راحت کہ تو کرتا ہی راحت کی طلب

دور رہ اور دیر ست رہ سامنے مثل ہلال
شہر مین تجہکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

گر گلستان جہان مین تنگ ہی تو غنچہ دار
گر کشادہ دل سے اپنے **ذوق** وسعت کی طلب

اوس بت نا مہربان کو ہی پسند اپنا رقیب
درد اسکا ہائی ہین بیچ ہم تو بیا رقیب

ردیف تاء مثناة

معلوم جو ہوتا ہمین انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت

ہین دونو محبت درم و دام محبت
مژدہ تجھے ای خواہش انعام محبت

ہر روز اوڑا دیتا ہی وہ کر کی تصدق
دو چار اسیر قفس و دام محبت

مانند کباب اگ پہ گرتے ہین ہمیشہ
دل سوز تری بستر آرام محبت

کاسے ہین فلک کی تہ ہے نام تو ہم آپ
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جام محبت

شوق حرم کوچہ قاتل ہین کفن کو
ہم جانتے ہین جامہ احرام محبت

کی جس نے رہ و رسم محبت اوسی مارا
پیغام قضا ہے ترا پیغام محبت

نہ زہد سے ہی کام نہ زاہد سے کہ ہم تو
ہین بادہ کش عشق و مئی آشام محبت

ایمانکو گر دیکھیے اگر کفر کو یوں ول
کافر ہو گر دین اسلام محبت

کہتی تہی وفا نوحہ کنان نعش پہ میری
سونپا کسے تو نے مجھے ناکام محبت

معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سنان کو
چڑھ سر کے بل اس زینہ پہ تا بام محبت

مجنون نے دی لگا جو سر خار زار پشت
بیشت اب ہجوم خار سے ہے پشت خار پشت

حور و تکے گر ہو تیرے مژگان سے پشت خار
کھلجاے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تا بماہ ہین دست فلک سے داغ
وان داغدار سینہ ہے یان داغدار پشت

پیدا افلاک سے ایک ہو تجھسا ماہوش
تا پشت تک تو کیا کہ نہ تہا تہ ہزار پشت

بار زمانہ پشت پہ لیکر شتر کی طرح
سیدہی نکی فلک سے کبھی ایکبار پشت

ہوجاوے ہم زیادہ گر انباری گناہ
پیری ہین ہو خمیدہ نکیون زیر بار پشت

سینہ سپر جو تنہ ہین تیغ نگاہ کے
دکہلاتے وہ کبھی نہین آئینہ وار پشت

ڈرتے ہین کہ اب تو ہو بعد مرگ بہی
لگنے نہ دے زمین سے دل بیقرار پشت

ردیف جیم فارسی

وہ شل ہے ناو یہ کس نے ڈبوئی حضر نے | لیکیا حلاوق دل کو سوئے گرداب کھینچ

ردیف حاء حطی

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح | ہو گی اذان گو رہماری اذان صبح
پر نور ہے تیرا رخ سیمین لبان صبح | آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح
اب میکدہ مین شام کو ناقوس پھونکئے | مسجد مین ہو تون تسبیح خوان صبح
ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب | اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ایضاً

ٹھیری ہے اونکی آنکی یان کل پہ جا صلاح | اے جان برلب آمدہ تیری کیا صلاح
منظور چشم یار ہے سب عین مصلحت | پوچھے بلاکشون کی کسی ہے بلا صلاح
سید ہے ہی جا ئین کعبہ کو بیت الصنم سے ہم | گر پھیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح
اوس چشم مست کے ہین خرابا تیو نمین ہم | تقوے کجا و زہد کجا و کجا صلاح
اوس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ | کس بد سگال نے تجھے دی دلا صلاح
رہتا ہے اپنا عشق مین یون ویسے مشورہ | جسطرح آشنا سے کرے آشنا صلاح
زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتون سے تو | دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح
کرتی خراب اوسی کو ہے تیر نگاہ مست | جسکو کہ دیکھتی ہے نکو کار با صلاح
یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہی ہین آج | چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح
منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ | ہے تو صلاح نیک مین کیا پوچھنا صلاح
قلاب آسمان و زمین کے ملائے تو | اوس مہر وش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح
یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق | لون کس سے دل ان جا بکی دل کو سوا صلاح
اے ذوق جانے ہوش و خرد کی صلاح کو | دو عشق جو صلاح ہے ہی ہے بجا صلاح

اشعار تشبیہ

ہے فیض سے وقار کہ سیری نگاہ مین … جس شاخ مین ثمر ہے وہ ہے لاکھ من کی شاخ
بدشکلون کو کرتا ہے بالانشین فلک … اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ
رہتی ہے کشمکش مین پس از مرگ پرجفا … آخر کو زیر آرہ کٹی گرگدن کی شاخ

اشعار مجموعہ

کہتی تہی چوب تیشہ مری طرح ایکدن … سوکہیگی نخل آرزوی کوہکن کی شاخ
بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو … شاخین ہی گر لگاین تو لیکر ہرن کی شاخ
ہر بید کی کمر سے کٹی ٹوٹ جس گہڑی … ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ
سو اک نے ٹہرایا ہے زاہد کا عصا … سہے یہ بہی اسکی ایک شجر مکروفن کی شاخ
تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک … ڈالے جو سایہ نعش پہ اسکے کفن کی شاخ
شاخ نبات کو نے قلیان نہ منہ لگای … ایسی مصاحبت سے لگی اوس دہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے ترے بڑہ نسکے اک قدم صبا … مارے جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ
کردے جو تو نہال تو لاے ابہی نکال … پروین کا خوشہ گاؤ سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئی تم جو آئے گہڑی دو گہڑی کی بعد … سینہ مین ہوگی سانس اڑی دو گہڑی کی بعد
گیارو کا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی … پہر وہ ہی آنسو نکی جہڑی دو گہڑی کے بعد
کوی گہڑی اگر وہ ملایم ہوے تو کیا … کہہ بیٹہینگے پہر ایک کڑی دو گہڑی کے بعد
اوس لعل لب کی ہمنے لئے بوسے اسقدر … سب اوڑ گئی مسی کی دہڑی دو گہڑی کی بعد

وہ چشم مخمور اک نظر سے جہہوے لاکھون جو نیشتر سے
تو ہو روان ہر رگ جگر سے لہو ہوئے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ الفت سے آشنا ہین وہ گر بری بھی ہین خوشنما ہین
کہ رنگ ہی سے گران بہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

جو سمجھین حسن بتان کو ایمان اونہین رہ کفر و دین ہی یکسان
پہونچتے کعبے ہین وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

صفائی دل کی یہی ہے صورت کہ دل مین آنے نہ دے کدورت
کہ بیٹھہ جاینگے بالضرورت اس آئینہ مین یہ زنگ ہو کر

غزال دم دیدہ بنگیا ہے جو خواب آنکھون مین تو بجا ہے
کہ پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے پلنگ سجہین پلنگ ہو کر

ہوے جو یکرنگ اون کو زیبا نہین جہان مین رہو اصلا
کہ پایا گل نے ہے نام رعنا تو اس چمن مین دو رنگ ہو کر

حلاوت و شرم و پاسداری جہان مین ہے ذوق رنج و خواری
مری سی گزری اگر گذاری کسی نے بے نام و ننگ ہو کر

خوب روی آج ہم سنسان ہاسون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر

اوڑ گئے اک آن مین چاروں پایا کے ہوش
سرمہ آلودہ تیری چشم پر افسون دیکھکر

دیکھکر غنچہ مین چھپائی پر اس نے ہوش و رنگ
آہ کی اک دل سے ہم نے سوے گردون دیکھکر

سچ کہا ہے آگے کالے کے نہین جلتا چراغ
جھک گیا سر رخ پہ تیرے زلف شبگون دیکھکر

بس بسے میری سیاہ غم سرشار وحشت کا نشہ
پڑ گیا خم مین مری صورت فلاطون دیکھکر

آنکھین اونکو لگاتی اونکے بھنون قند قیمت
نوک مژگان پر مرے اشک جگرگون دیکھکر

قتل کو کیسے چڑہا اس تیغ تونے رسان
اوتری ہے نہ شوخی آنکھونمین مری خون دیکھکر

لگ گیا دل کون ہے اے ذوق کسکا نام لون
سامنے آجائے تو شاید بتادون دیکھکر

کہاں تلک نہ یہ پرواز شمع پر چھپ کر
عجب مزا ہے جو مرے کسی کے گھر چھپ کر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چھپ کر
یہ خانہ تنگ ہے آئی ہے لے کے گھر چھپ کر

دکھانہ جوش و خروش اپنا دردپر چھپ کر
گئے کہاں ہیں دریا بہت اوتر چھپ کر

ستمگروں کی کشاکش میں آبرو ہو سوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز تر چھپ کر

الہی خنجر ہو مانند شعلہ سرکش
پھر آیا پاؤں کے گھوڑے پہ وہ ادھر چھپ کر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کی خوبی زر
اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چھپ کر

کہیں فلک نہ چڑھ جائے چاند چوم کا
کہ دور آپ کو کھینچے ہے تیرے سر چھپ کر

ترا امکان تو کیا امکان میں کودیں
امید وصل میں ہم بام عرش پر چھپ کر

چھپا رہے نفس کو اوٹ اپنے عشق تو زیر
بنا ہے سانپ کا کوڑا وہ شہر پر چھپ کر

ہماری خاک پہ رہتا ہے ذوق فتنۂ حشر

جہاں ہو ایوان ہوئی اس خاک کا بوسہ لیکر
چھپے اوڑھ جائے وہان میں کوئی کنگھا لیکر

تیر بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہیں تجھ سے ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کر دیکھو مرے پوچھتے ہو کیا مجھ پر
تم چھری پھیر ہی دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روز قیامت ہی ہے کچھ دور
تیرے زلفوں کی بلائیں شب یلدا لیکر

مجھ سا مشتاق جہاں ایک نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر

جب دیکھا نہ بلا مجھ میں کہیں میرا اپنا
پھر گیا نامہ بر یار خط الٹا لیکر

رہ گیا اپنا سا منہ لیکے وہ اے آئینہ رو
تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

وان سے یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے
یاں سے تو جائیں گے ہم لاکھ تمنا لیکر

گل گئے تم جو بہار چمن چھوڑ کر
چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑ کر

مفلس رحلت لیا گر دامان مژگان چھوڑ کر
پھر نہ اٹھا کوچہ چاک گریبان چھوڑ کر

صید دل کو کیونکر چھوڑے جبکہ کھلائی ہی تو ۔۔ پچھلیان دست حنائی مین مرے جان چھوڑ کر

سیر دہی کیسی کہ آگے ہی دل سوزی ۔۔ یان ہی ہٹ جاوے ہوا ہی ابر سہاران چھوڑ کر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے ایمان کی پیچھے پڑے ۔۔ دل کو اے کافر تری زلف پریشان چھوڑ کر

اے دل اوسکی تیر کے ہمراہ سینے سی نکل ۔۔ ونہ پچتائیگا تو یہ ساتھہ نادان چھوڑ کر

کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سی ترے ۔۔ شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑ کر

سرخی پان دیکھیے زاہد جو دندان پر تری ۔۔ اوٹھ کھڑا ہو ہاتھہ سے تسبیح مرجان چھوڑ کر

پیش خیمہ ہیکے نکلا گرد باد و دود آہ ۔۔ ہے جو سرگرم سفر تن کو مری جان چھوڑ کر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یکہفتہ کیطرح ۔۔ دوڑے ساری کو کبھی آدمی نہ انسان چھوڑ کر

ساغر دل پچتایا ہون کہوہت ہاتھہ سے ۔۔ چوکتا ہی کیون یہ چلبن دست گردان چھوڑ کر

پڑہ غزل اے ذوق کوئی گرم سے ابتو بچا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر ۔۔ کیا ہی پچتاتا تہا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

ہین وہ مجنون ہون جو نکلو کنج زندان چھوڑ کر ۔۔ سیب جنت تک نہ کہاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر

پیوسے میرا ہی بہوائی جو بس شوخ کو ۔۔ کھینچے تو شنگرف سے خون شہیدان چھوڑ کر

ہین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا ۔۔ رنگیا ہیں منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایۂ سرو چمن تجہہ بن ڈراتا ہے مجھے ۔۔ ساتپ سایانی ہین ہی سرو خرامان چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سی دلمین ترازو تیر عشق ۔۔ بھاگین ہین مکتب سی ہم اوراق میزان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک ۔۔ لعل کیون اس تنگ سی آیا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے ۔۔ دمبدم چھوڑی ہی ہر غنچہ سی دو قلیان چھوڑ کر

دل نو لگتے ہی لگے گا حوریان عدن سے ۔۔ باغ بہشتی سے چلا ہون ہائی پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین اوسکی کہ جسکے واسطے ۔۔ بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہووے مجکو رویت ماہ رجب ۔۔ دوی جانان ہی کو دیکھون مین جو قران چھوڑ کر

ان دنون گرچہ دکن مین ہی بڑی قدر سخن ۔۔ کون جاسے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

شیخصاحب کے ہین نزدیک وخاصان خدا
کام دنیا ہی عاشق کا ترے ناکامی
عشق کا جوش ہی جبتک کہ جوانی کے ہین دن

خدمتی اونکے ہین جو زمرۂ خدام مین خاص
کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص
یہ مرض کرتا ہی شدت انہین ایام مین خاص

ذوق اسما الہی ہین سب اسم اعظم
اوسکے ہر نام مین عزت ہی نہ اک نام مین خاص

ردیف صاد معجمہ

پرکتر شیکو جو صیاد نے چاہی مقراض
بحر وبر مین نہین کسکو ہوس قطع وبرید
گل کترتے ہین ہزارون تری آنکہین کا قہر
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو تیری
محضر خون جو مرا سارا کترکر سینیگا
پاس کیا قطع تعلق مین کہ یکسان سمجہے

ہاتہہ ملتی تہی مری حال پہ کیا ہی مقراض
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض
ہے عجب طرحکی اک تیز نگاہی مقراض
سننی مین اونکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتہ عمر کیا قطع سراسر اے ذوق
کہو سکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقراض

ردیف عین مہملہ حسن مطلع

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع
کہ نہین خاطر پریشان جمع

ردیف قاف

پہر کرا دہر اودہر نہ ہمارا گیا قلق
نقط قلق کی طرح سے دو ہی رہا قلق

ردیف کاف فارسی

جو کہلکر اونکا جوبال آئین سر سے پاؤن تک
ہم اونکی چال سے پہچان لینگے اونکو ہر قسم مین
یہ چلتے سرو ہین سب اسکی قد پر ہم کہانی ہین
مرا دل ایک ذوق اس خوش ادا کی ہر ادا کو ہین

بلائین آگے لین سو سو بلائین سر سے پاؤن تک
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چہپائین سر سے پاؤن تک
چمن مین سبز کیونکر ہو نچائین سر سے پاؤن تک
کہین دل تو ادائین ہی ادائین سر سے پاؤن تک

سراپا شوق جائین ہمرکے بل ہم جنکی جلسہ مین
مثال شمع وہ انکو جلائین سر سے پاؤن تک

ہون بے پردہ تو بہی دو گہڑی ہو ہو کے شوخی سے
بہن جلوہ مین ہر پردہ دکہا سر سے پاؤن تک

بنایا اسلئے اس خاک کے پتلے تو تہا انسان
کہ اسکو درد کا پتلا بنائین سر سے پاؤن تک

سمرا یا پاک ہین دہوے جنہون دہانہ دنیا کی / نہین حاجت کہ وہ پانی بہاہین سر سے پاوٗن تک

مزا او سنا ہی ذوق افزون ہو جتنی زخم افزون ہون
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کہائین سر سے پاوٗن تک

ردیف لام

پہنسے نہ حلقہ گیسوے تابدار مین دل / بلا سے گر ہو تو الہ دہان مار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے / نہ ایسا ہو کسی دشمن کی بہی کنار مین دل

نکل نجاے دم اضطراب سینے سے / برنگ شعلہ کہین او شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزن سینہ سی کیون ہے چشم براہ / اگر نہین کسی جہوش کی انتظار مین دل

ترا دستکاری ہے وہ بلا کہ جانے گہر / پہر دے زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثل شرر ٹکرے ہو کے سنگ مزار / رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل

برنگ غنچہ پیکان و غنچۂ تصویر / نہ دیکہا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار / خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگ بیضۂ نوروز توڑے دل اوسنے / ہزارون ایک ہمارا سے کس قطار مین دل

ہزار دشمن جان سہی ہے ایک دوست بڑا / جو پوچہو کون ہے سو ہین کہان ہزار مین دل

ہو تن غلط مین جو رہین تو رہتا غلط مین کون / لگی ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل

چشم زار ہے یا سیر سے پیرہن مین دل / گرہ ہی تار مین یا پیر جسم زار مین دل

اوٹہا تو لاے مجہے میری ہمنشین ای ذوق
رہیگا میرے عوض میر اکوے یار مین دل

ازل سے یون دل عاشق ہی نور کی قندیل / کہ جیسے عرش خداے غفور کی قندیل

سمجہ وہ در بنا گوش نور کی قندیل / تجلی ہے اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبہ دل مین ہمیشہ روشن ہے / کسی کی تاب تجلی طور کی قندیل

جہان ہے خانہ عنبر یہ بہی ہو اسکا فروغ / گر شکے اسمین سر پر غرور کی قندیل

رہے ہے چون قمر منخسف سدا بے نور / سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن / حباب بادہ و تجلی سے طور کی قندیل

عیان ہو یون کہ پیکر روز سیاہ مین خورشید / کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل

سوا اے دل کے ہو تاریخ باغ تلمیذی / کبہی بنے نہ اوس رشک حور کی قندیل

اور ہر جو داغ کے ہمرہ نکل کے پارہ دل / بنا ہوئی ہو ہین صورت طیور کی قندیل

وہ تیرہ دن ہیں مرے نالہ قیامت زا
کہ اونکے کو لازم ہی صور کی قندیل

نسیم کیا ہے کہ رصد ہین تفتہ جانون کی
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل

سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آپ نے کیون پیش گو کی قندیل

ناتمام

دیوانہ ہون ترا مجھے کیا کام کیون گل
زیبایش سر کو ہی مری داغ جنون گل

سونگھے ہین اثر یکے برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل

اوس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت
سو بار سونگھا ہی اوسے پڑھ پڑھکے فسون گل

ہے روشنی خانہ دل سوز محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل

پیکان تو دل دور ہے سوفار ہے باہر
اوس تیر کی ہی دل مین درون غنچہ برون گل

ردیف میم

یا تیرہ جون دخان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطوط کی نہ پیشانیون مین ہم

زنجیر مین بہی نالہ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتی ہین جو لانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بہی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بہی جاے نعرۂ ہل من مزید ہول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندانیون کو ہو نوید
پہر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

ہم بہی نہین جگر پہ رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

مطلب ہے اپنے کون ہی آگاہ جز خدا
جون خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے ساتھ ہین حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورہ یوسف سی ہی جدا
رکہدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کہا جاہین ہم زمانے کو حادث ہی یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جیکے ہجر مین ہوی شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

جا سکتے ضعف سے نہین کوچہ مین اوسکے ذوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان ہو اک رات بہا آنسو گرم
برسون یان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

جل اے آتش غم دل کو کرے ہے تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ ترا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا کر کے پر آتش خو گرم

تن رہا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
سیخ آہن کی طرح ہوتے بدن پر مو گرم

نیشتر جلکے نہ جون کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اوسنے پتھر پہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہی گل خود رو گرم

مہروش بل بے ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے زانو گرم

کیا کہون نامہ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ اور یہین
پہونچا اوس وقت کہ جب منہ پہ بہا لہو گرم

دست خورشید کے رعشہ سے سپر جا کے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانیکا ہے سارا سامان
یہی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہی گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچہ سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا اکل جو عش بارد
ذوق ہوتا ہی وہ کیون ہمکو ترش ابرو گرم

ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پر نم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اوس زلف فتنہ زا کے لئے ای مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجہ مریم سے کم نہین

زیبا ہے رو ہی زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت ہی نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

ہاتون سی تیرے پارۂ الماس رخنم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چہاتی مری تیرون سے چہنی خوب نہین

کشتۂ دست محبت کیلئے اوس لب سے
کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین

گل پریشان ہوا ہنسکے چمن مین آخر
دیکھ اے غنچہ یہان خندہ زنی خوب نہین

خوبیان یون تو ہین اوس عالم تصویر مین سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

چشم کہتی ہے تری جنبش مژگان سے کہ دیکھ
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین

یہ نہین شیشۂ مے ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکھ کہ دل شکنی خوب نہین

تاب دندان نہ دیکھا بزم مین تو ہنس ہنس کر
کوئی رہبر ہے کی جو کہا جانکنی خوب نہین

بات تو ہم نے بنائی تھی وہان خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین

خلش خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود
دیکھ گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

اوٹھ ہی جائیگا اک دن یہ دھوان آہ کے ساتھ
جب تلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین

کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گذرا
آج جو سرو نسیم چمن خوب نہین

ہمصاد دو فریق حسد کے عدو سہی ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

ہمراہ ہین وہ طائر سدرہ بہی کیون نہون
تیر نگاہ یار کے جو دور زد سے ہین

خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین

وہ مست ہون کہ رکھی قدح کش تیمنا
بنیاد میکدہ مری خشت لحد سے ہین

جانبازدگان عشق سے پوچھو رہ فنا
اس مین جناب خضر ابہی نابلد سی ہین

چشم شمر ہے سہرو سے اون کو جو بیوقوف
رکہتے امید دوستی اوس سرو قد سی ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہے آپکی
رکہتے فقیر کام نہین رد و کد سی ہین

ہر سن خشک دونون کی ہو گر خرقہ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سی ہین

سمجھو نہین جو رکھتے در عمر قدر پیر ‏| ابجد کا قفل فائدہ اب وحدت ہین

دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

بلائین آنکھون سے اونکی مدام لیتے ہین ‏| ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سے کام لیتے ہین
تری خرام کے پیرو ہین چلتے ہین فتنے ‏| قدم سب آن کے رفت خرام لیتے ہین
شب وصال کی روز فراق مین کیا کب ‏| نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد ‏| تو پھر وہ دم ہی نہین زیر دام لیتے ہین
جھکا ہے پیش سر تسلیم ماہ نو پردہ ‏| غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قاتل ‏| جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
ہم اونکے زور کے قابل نہین وہ نشہ زور ‏| جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اون کا ‏| وہ پھول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دود دل سے ہی یہ تاریکی مری غمخانے مین ‏| شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے مین
مین ہون وہ وحشت کہ مدت سے اس ویرانے مین ‏| برسون مسجد مین رہا برسون رہا بتخانے مین
مستی و ناآشنائی وحشت و بیگانگی ‏| یا تری آنکھون مین دیکھی یا ترے دیوانے مین
مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بجای شراب ‏| جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے مین
عشق کی نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز ‏| تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانے مین
برق خرمن سوز دانای ہے نافہمی تری ‏| ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت تھے ہر دانے مین
کس قدر یکسی دیکھو اتحاد حسن عشق ‏| زلف وان مشاطہ نے کھینچی درد ہے یان شانے مین

ذوق ہے بہت قابل بوسہ اس بتخانے مین
ایک پتھر جسکے لئے شیخ جی کعبے گئے

رکھتا ہون بسکہ جیفہ دنیا سے ننگ ہون ‏| پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

پروانہ نہین تو ہین پہ ہو شعلہ دوست ہا | آنکہہ بہی ہون تو خال وہان تفنگ ہون

غزل

مے ملا کر ساقیان سامری فن آب مین | کرتے ہین جادو وہی اپنے اگر روشن آب مین

زلف عکس رخ کو دہووے گو وہ پریرو آب مین | ہو بجائے صبح پیدا مار رہزن آب مین

چشمۂ آئینہ مین کب تر ہوا پائے نگاہ | اس طرح جاتے ہین دیکہا پاکدامن آب مین

پہرتا ہے سیل حوادث سی کہین مردونکا شمشہ | شیر سیدہا تیرتا ہے وقت رفتن آب مین

صحبت صافی دلان سے ہوت مکدر تیرہ دل | رنگ سی آلودہ ہو جاتا ہی آہن آب مین

اب بہی اگر یہ سی سمجہے فرصت نہین فوارہ دار | گوکہ مین ڈوبا کہڑا ہون تا بگردن آب مین

جام قلیان مین رکہا ہی اوسنے ابر مردہ کو | ڈوب مر رو رو کی تو اے ابر بہمن آب مین

دیکہنا آپکی ڈوپٹہ منہ پہ اوسکے وقت خواب | چہرہ آبی مین ہے یہ یا مہر روشن آب مین

مین وہ ہون تفسیدہ دل گر جائے اک دریا کو جب | گر پڑے گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین

یون رہا ہین زندگی بہر تشنۂ دیدار یار | جیسے مستسقی کا دم ہوتا ہمر دن آب مین

سایۂ سرو چمن سمجہہ مین ڈرتا ہے مجہے | اژدہا ہین سنکے شب ہی رشک گلشن آب مین

وعدہ ہے آنیکا اوسکے ابر گہر جا تو اے | ڈالتا ہون جہ سید مم اوٹہا اوٹہکری روغن آب مین

خط کو ہم لکہنے جو بیٹہے آنکہہ سی آمد یہ اشک | بہہ گیا خط لکہتے لکہتے مشفق من آب مین

غزل

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین | سیر کی قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین | وہ فلاطون ہی تو اپنے قابل صحبت نہین

خواہ پہرتا ہے فلک اور خواہ پہرتی ہی زمین | پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل | ہوتا وا ہے شور واویلا و واحسرت نہین

منہ مین گر پانی جو دی یار اپنے ہاتہ سے | مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوی شربت نہین

ہے نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان | جسکے نسخہ مین دوا کی نقطہ کو صحت نہین

کہاکے زخم تیغ قاتل جو بجا لای نہ شکر | کوئی بہی اوس سے زیادہ کافر نعمت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنے یا رنج اللہ کے دل ۔ اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین

ذوق اس صورتکدے مین ہین اگرچہ لاکھون صورتین
کوئی صورت اپنے صورت گر کی بیصورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین ۔ ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
اوسکے گہر لیچلا مجھے دیکھو ۔ دل خانہ خراب کی باتین ؎
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد ۔ کر شراب و کباب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مری ۔ ہین یہ چشم پر آب کی باتین
یاد ہے مہ جبین کہ بہول گئے ۔ وہ شب ماہتاب کی باتین
تجہکو رسوا کرینگے خوب اے دل ۔ تیری یہ اضطراب کی باتین
جاد ہوتا ہے اور بہی خفقان ۔ سنکے ناصح جناب کی باتین
جام مے لب سے تو لگا اپنے ۔ چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم ۔ کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصہ زلف ۔ کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین ۔

ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین ؎

سہتی ہین تیغ غمزہ جوہر کو توڑ دون ۔ آئینہ خیال مکدر کو توڑ دون ؎
ہاتھ کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون ۔ پیر کیون نہ غیرت بت کافر کو توڑ دون
لیا دور جام ہو جو کبہی سر پہ دور چرخ ۔ گر جاگ پہ پہرے تو مین ساغر کو توڑ دون
راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم ۔ پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون
کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہ ہے خسیس ۔ پان تک جہکاؤن شاخ ثمر کو توڑ دون
ساقی لڑا ہون تیری چاہتا ہے جی ۔ یا ہم لڑکے شیشہ و ساغر کو توڑ دون
احسان نا خدا کے اوٹھائے مری بلا ۔ کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون
پہر سے ہم مجہ عشق کو یہ بل ہے بل ہے زور ۔ کہتی ہے دست و پائے صنوبر کو توڑ دون

بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر
ہنرور اپنے عجب و ہنر کو دیکھتے ہین

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین

کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا ۔۔۔ بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ ہو کے سفید ۔۔۔ سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین
وہ سیدھے گہر کو سدہارے اور ابتک ہین ہم ۔۔۔ پھرے بھٹکتے ہوے کوے بدگمانی مین
مبصرون سے کہو دیکھین جبین ابروی یار ۔۔۔ کہ جوہر ایسے کہان تیغ اصفہانی مین
ہمیشہ ہے مجھے سرمایہ بقا مین فنا ۔۔۔ حباب وار ہو کیون آب زندگانی مین

بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزا تیری شعر خوانی مین

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دہر خوب نہین ۔۔۔ چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
سامنے سے مری ٹلتا نہین تا صبح جب تک ۔۔۔ سحر کہتا ہے مزا دو چار گھڑی خوب نہین
فتنہ سرکش ہے چھپی تک کہ تری آنکھ نہین ۔۔۔ دست مژگان سے چھڑی تا ہول نہین چھب نہین
منہ چڑہے تیغ غم عشق کے کیا منہ ہے ترا ۔۔۔ بوالہوس تجھپہ پڑی کوی ضرب خوب نہین

خوبرویون سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت اے ذوق کہین اپنی لڑی خوب نہین

ناتمام

ہین نہان محو خود نمائی مین ۔۔۔ پیر ہے پر خودی خدائی مین
ہو کے اک بوسہ پر ترش ابرو ۔۔۔ بات کو ڈالتا کہٹائی مین
نہین بگہی مین وہ فرنگی زاد ۔۔۔ ماہ ہے منزل ہوائی مین

ذوق ہے ایک رند شاہد باز
اوسکو کیا دخل پارسائی مین

ناتمام

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین ۔۔۔ وہ پہلے بزم مین دیکھین کدہر کو دیکھتے ہین
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین ۔۔۔ بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین
وہ روز ہمکو گذرتا ہے جیسے عید کا دن ۔۔۔ کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہین

ناتمام

کر یو وحشت بیان چشم سخنگو اسکو کہتے ہین
یہ سچ کہتے ہین سحر جیتے ہوئے جادو اسکو کہتے ہین

سوال بوسے کو ٹالا جواب چین ابروسے
برات عاشقان برشاخ آہو اسکو کہتے ہین

مطلع

دنبالے سے سرمے کی دہوان ہین تری آنکہین
آنکہ بیٹہین نہ کہ جیسے زبان ہین تری آنکہین

مطلع

سے نالون سے چپ ہین مرغ خوش الحان نیستان ہین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے ہین

مطلع

سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گہر بستے ہین

مطلع

صوفی ہو کہ یکش قاتل مرے دونون ہین
پرہیز ہے شرب سے غافل مرے دونون ہین

مطلع

مر گئے پر بہی تغافل ہی رہا آنے ہین
ہو وفا پوچہے ہے کیا دیر ہے لیجانے ہین

شعر

ہین ہون وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے
گر خون بہی نکالون شفقی رنگ نکالون

شعر

کہتی ہے ماہی بریان کہ دبیران قضا
داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتی ہین

مطلع

جس جگہ بیٹہے ہین با دیدۂ نم اوٹہے ہین
آج کس شخص کا منہ دیکہکے ہم اوٹہے ہین

مطلع

کہتے تہے آنیکو خاطر سے ہماری برسون
ہوئے برسون نہوئی پروہ تمہاری برسون

مطلع

یہ طوق اسواسطے چہوٹا ہوا قمری کی گردن ہین
کہ تہا بلبل کی قسمت کا بڑا قمری کی گردن ہے

(۸) یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر رقم اک غزل کر کہ اے ذوق جسمین
نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچہہ ہو تو مضمون اوق ہو

غزل دیگر

(۱) جس ہاتہہ مین خاتم لعل کی ہے اگر اوسمین زلف سرکش ہو
پہار زلف بنے وہ دست موسی جسمین اخگر آتش ہو

(۲) اے قاتل حق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقہ جیب مے اپنے دیکہہ تنور آتش ہو

(۳) ہو تیرا سیہ رو صبح ہجران مجہہ سے رخصت ہوش ہو
وہ کہینچو آہ کہ خورشید بہی پنہان زیر دود آتش ہو

(۴) لبریز شراب ناز کہا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

(۵) تم وہ زخم دل پہ میرے کرتے ہو دکہلانے کو
پہر پرسش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے غش غش ہو

(۶) دل نخل مین قد کے جون ذکریا چہپ کر چشم کافر سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

(۷) لبیک واذان ناقوس وجرس یا جنبۂ قلقل نالے
دل کہینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نواے دلکش ہو

(۸) بن تیرے شہر کے ارایش دشمن جان ہو عاشق کے
محراب طاق کمان بنجاے دستۂ نرگس ترکش ہو

(۹) مانند کمدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات کشمکش ہو

(۱۰) گر کلک آہ کو پہیرون مین تو سرمۂ دود دل سے پہر
سب صفحہ ماہ منور کا جون سینہ یار منقش ہو

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑہے دل کو درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اوسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ

سر کٹکے سرفراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑہے ہوکے قلم اور زیادہ

گر شرح جنون کیجے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دم بار جو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پہولتے ہین ہم اور زیادہ

گھبرانا جو یاد آیا ترا ہوکے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ

کچھہ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرتے کو سیہ نور قدح کو ایدل
تاپے سے ہین [illegible] قلم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی سخاوت سے بدی لگا ہے کہ پہنچی
سیدہی ہے تو ایک اوسمین ہے خم اور زیادہ

ہو جسکو پس مرگ بھی یاد دہن تنگ
تنگ اوسکو کرے کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا ہو افعی مین ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
ہے زہر کہانا ستم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھہ پہونکا ہے ایسا
اوبہرے ہے حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے انکھہ چرانے
یارون کا گیا اونپہ بہرم اور زیادہ

ہے سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
کیونکہ نہ اوٹہاوے وہ قدم اور زیادہ

دکھلاے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو رم [illegible] اور زیادہ

ہے روغن بقطرات مری گریہ مین گرمی چشم
بہڑکی ہے جو یون آتش غم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاک حنا ایاش کو صوفی
سو چھین اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ

اے خنجر خونخوار نہ بس ہین کمی کر
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہی
اوتنا ہی اوسے چاہینگے ہم اور زیادہ

چالیس قدم ساتہہ وہ تابوت کے آئے
کیا ہو جو بڑہین چند قدم اور زیادہ

سرعت ہی ابھی نبض مین ہے مثل رم برق
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

کہتا ہے ہر اشوق جراحت کہ صد افسوس
اوس تیغ دو دم مین نہین خم اور زیادہ

کیون مین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہے گلے لگ کے مرے دو دم خنجر
ہے عشق کا پہرا وسکے تو دم اور زیادہ

قطعہ

اس عاشق بیچارہ کا ہے آج برا حال
گریہ سے ہے آنکھو نپہ ورم اور زیادہ

پیٹے ہے سر بستر پہ پڑا پاؤن کہان تک
بس پاؤن نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

قطعہ

ہے باغ جہان مین سمجھے گر ہمت عالی
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

جو گنج قناعت مین ہے تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر اوسے ہین کم اور زیادہ

دیگر

اے ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روے گا تو دھر [illegible] ہاتھ

مین ناتوان ہون نالے کا پروا لے [illegible]
وشتا ہون [illegible] پر ہاتھ

خدا دیکھے دل مین [illegible]
پر اوس نے [illegible] ہاتھ

کہتا ہے اس مریض غم عشق [illegible]
[illegible] سینہ پہ ہاتھ

جون [illegible] تو نہ چلا او [illegible]
[illegible] عاشق [illegible] جگر پہ ہاتھ

اسے [illegible] ایک [illegible]
مارے ہے کوئی دم مین [illegible] پہ ہاتھ

رقعہ جو ہمیں اوسنے بہیجا ہے انجان کیے ہاتہ | کیسی رسوائی ہے پڑجائے جو دربان کے ہاتہ

مطلع

تو جان ہے ہماری او رجان ہی ہے سب کچہہ | ایمان کی کہین کیے ایمان ہی ہے سب کچہہ

مطلع

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین حفا کی پناہ | اور اوسکی آنکہ وہ کافر کہ ہین خدا کی پناہ

مطلع

زیادہ ہو گا توکل سے بہی کہین روزہ | کہ نہین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ

ردیف یائے تحتانی

ہین ترے رشک خط رخسار سے
دل مین آئینہ کے جوہر خار سے

مستعد قتل حسرت دیدار سے
جو نگہ ہے کم نہین تلوار سے

کہا سے داغ آتشین رخسار سے
کم نہین دل مرغ آتش خوار سے

ہاتہہ اوٹہا و عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بہی ہے اس آزار سے

آنس ہے کیا دل کو تیر یار سے
ہے مشابہ زخم بہی سوفار سے

میرے طرز نالہ ہائے زار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ نکلے ہے چشم یار سے
مست جیسے خانۂ خمار سے

فرش گل پر مجکو ہجر یار سے
کم نہین تار رگ گل خار سے

آئینہ اوس شعلہ رخسار سے
گرم ہے دکان آتش کار سے

بے نصیب اوسکے ہین گر دیدار سے
ہے دو آنکہون کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلف پر شکن
جہڑ پڑین دندان دہان یار سے

خنجر موج تبسم سے ترے
گل چمن مین ہین جگر افگار سے

وائے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہمکو اوسکے لعل شکر بار سے

کرتا ہی دست جنون جب کشمکش
جی اولجہتا ہے نفس کے تار سے

اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میرے وادی پر خار سے

چاہیے بحر محبت مین ہمین
کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سے

اب وہ آئے جب لگر کو ضعف سے
کم نہین مژگان کی صف دیوار سے

تیرے ہی پاؤن پہلے قاتل گرا
سر مرا اوڑ کر تری تلوار سے

اوس دہن کا نکتہ موزون عجب
منتخب ہے مخزن اسرار سے

صاف اک ابر شفق آلودہ ہے
زلف اوسکی سرخی رخسار سے

خاک عاشق پر اوٹھی جا بجا غبار
فتنۂ محشر تری رفتار سے

تا کسو نسے کیا روکین وابستگان
اولجھے کب دامن صبا کا خار سے

زلف کی پیچی سے دل ڈرتا نہین
بہوت بہاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

دل کو آئینہ کے گر کر دے گداز
یار اپنی گرمیِ رخسار سے

پہر اوس سے یون اوٹھالین جس طرح
حرف قرطاس غلط پردار سے

ہے تمیز ونکو ہو نقصان لطف ذوق
لین مین تام طفل آدھا پیار سے

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ستم کیا اور مژہ کیا ہم تو دونونکو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
بہا خون کو سے قاتل مین اوسکو خون بہا سمجھے

وہی کچھ ہم تھکا ہم اس زندگانی کا مزا سمجھے
کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

پہر الک گردش مین سو انداز نا فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اوس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اوس بت سے خدا سمجھے

تیرا فی مین ہماری وہ اگر اپنا بہلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

سمجھے اوسنگدل ارام جان مبتلا سمجھے
بجز بیت نہ سمجھے ہم اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکسار ونکو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

ہے اسیران محبت کی بلا سینے مین آگ
ہوتے ہین اعضا سے یوسیدہ تصویری جدا

شعلۂ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے
کھینچی تصویر مجنون کی تری اشکال ہے

روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہئین
گو بہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

(۱) موے سر یاران سپہ کا ایک سراسر لشکر ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکر ہے

(۲) آبلہ ہاے سینہ جو خیمے سے دکہلائی دیتے ہین
ہر زخم دل پر میرے اک غم کا اکر لشکر ہے

(۳) ہووے دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
در پئے اسکے شامیون کا وہ زلف معنبر لشکر ہے

(۴) ہو دے زحمت کش کو ایذا کیونکہ نلیوین جیح ضعیف
دشمن یار زخم رسیدہ ہور کا اکثر لشکر ہے

(۵) کعبہ تو یہ خدا ہی رکہے آج کہ جوش ابر نہین
اک اصحاب فیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے

(۶) ہین وہ شاہ کشور غم ہون یار و جسکے ساتھہ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہے

(۷) گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پہر ہر لشکر ہے

(۸) خال چشم جانان کا مژگان سے تجمل دیکہو تو
اوتر الپشت پہ چہلی کتنا لیکے سکندر لشکر ہے

(۹) ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکہ ابہی
ہوتا گرد اسلامیون کا جون سجدہ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اوڑی پہرتی ہے جسکے گردون ساتہ ہے
اوسمین تجہ اخگر جو باقی ہے سو وہ کوکب ہے

جو ہون عقدے کبھی جون غنچۂ تصویردار
واے قسمت وہ ہماری عقدہ مطلب بنے

ہے سیہ کاری سے نامہ یان تلک اپنا سیاہ
روز محشر پڑے گر سایا اوسکا شب بنے

سرمۂ چشم کو اب بنتے ہے دود آہ
ایسا کاجل ہین کہ جس سے اوسکا خال لب بنے

صحبت عیسیٰ بناے خر کو انسان کسطرح
تربیت سے واقعی نااہل دانا کب بنے

موذیون کا حق ندی آنکھین کیونکر تا لاوین بلا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے

عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے
شیخ صنعان سا مسلمان رند بدمشرب بنے

کچھ نہین چاہیے تجہیز کا اسباب مجھے
عشق نے کشتہ کیا صورت سیماب مجھے

اوسنے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجھے

کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے
لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہون مین
آب کی جاے دیا کرتی ہے زہر آب مجھے

ہین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے

جو مرے واقف جوہر ہین وہ رکہتے ہین عزیز
تیرہ بختی مین بھی جون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسے کیا کیا
دل بیتاب کو مین اور دل بیتاب مجھے

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہہ باعث تھا
کر رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا
کیو اسطے جسے زانو کے تلے داب مجھے

ہوگیا جلوہ انجم میری آنکھون تک
کیونکہ اے شب ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آے تھے کیا آے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین تھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتہ چلے

بل بے غرور حسن زمین پر نہ کبھی پاؤن
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اوڑاتے اوڑا چلے

آئینہ ہو سیہ کہ مغائیہ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا چلے

وہ خلق سے پیش آتے ہین جو قیصر سا ہے
حاضر ہین مرے توسن وحشت کی جلو مین
فریاد ستم کش سے وہ شمشیر کشیدہ
اسکون مین ہی جلتے ہین ہم سوے دریا
اُف گرمی وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
کچھ رحمت باری سے نہین دور کہ ساقی
کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب
کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
نالون کے اثر سے مرے پھوڑا سا ہی پکیا

ہے شاخ ثمر دار مین گل پہلے ثمر سے
باندہے ہوے کہان ہی دامن کو کمر سے
جیسکا نہ رکے وار فلک کی ہی سپر سے
مقصود رہ کعبہ ہے دریا کے سفر سے
پتھر ہین پہاڑ ونکے اوڑے جاتے شرر سے
رو دین جو ذرا مست تو ہی ابر بہی برسے
ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کی شجر سے
کیا جانین کہ آجاے ہی تو ہین کدہر سے
کیون ہم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے
تیر اوس نگہ کا گر دل مضطر مین گھر کرے
پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
یون جیسے دلمین چھپتی ہے دیدانکی اوسکی [illegible]
بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب
دکہلا ہی جوش گریہ اگر میری چشم تر
گلشن مین گرد باد سے مجنون نے گھر کیا
آنکھ اپنی اُسکے لب پہ عجب گھر بگڑ گئی
قاتل مرے لہو کو شتابی سے دہو کہین

انسان وہ کیا جو نہ دلبر مین گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر گھر مین گھر کرے
ہونا عجب ہے یون گل عنبر مین گھر کرے
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے
اوس رخ پہ خال جو زلف معنبر مین گھر کرے
مرہم سے عرق سیکڑون دل پھر مین گھر کرے
کہہ تشنہ ایسا کون کہ ساغر مین گھر کرے
جون عنکبوت مرگیا [illegible] مین گھر کرے
جون ہو سچہ شیشہ تر [illegible] مین گھر کرے

نا تمام

آتا نہین ہے طلعت کہیل دیر لگائی ہے
قاصد تو کب آتا ہی پر یک اجل نے بہی

کہنچ اسکے [illegible] لگائی ہے
یان آ کے نہین [illegible] قسمت کہ [illegible] لگائی ہے

بالین پہ کہا میرے ہنگامہ محشر نے اوسکے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ	تو اوٹھو کہ ہین حضرت کیا دیر لگائی ہے تو اے دل پرحسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید اوسکو کرتے ہین کہی عاشق
گر تی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب رو کا شکایتون سے مجھے کچھ کیا کیا ہین دیکھہ تو اغیار نے یہی تقدیر کا لکھا کہ سکے واجب القتل اوس نے ٹھیرایا تجھے ہے واجب الرعایت دوست گر نہ گریہ مین تو کمی اے چشم	تو نے مارا عنایتون سے مجھے یار تیری حمایتون سے مجھے خط وہ کن کن کنایتون سے مجھے آیتون سے روایتون سے مجھے دشمنون کی رعایتون سے مجھے شوق کم ہے کنایتون سے مجھے

لیگئی عشق کی ہدایت ذوق
اوس سے سب نہایتون سے مجھے

(۱) ابہی کس بیگناہ کو مارا سمجھہ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ آج کوچے مین اوسکے شور یاے ذنب قلتنی ہے

(۲) غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دل خراشی ہے جانکنی ہے

(۳) زمین پہ نور قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

(۴) بشر جو اس تیرہ خاکدان مین پڑا یہ اس کی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش مین بہی اسی کی جلوی کی روشنی ہے

(۵) ہوئی ہین تر گریہ ندامت سے اسقدر آستین اور دامن
کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

(۶) ہوے ہین اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی ہین
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

(۷) لگا نہ اس تنگدی مین تو دل جو ٹوٹا ہو تو ٹوٹ کر دل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمایل صنم ہو آخر شکستنی ہے

(۸) نہین ہے قانع کو خواہش زر مفلسی مین بہی ہے تو انگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

(۹) کوئی ہی کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہی راہ ایمان
جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اوسکے نزدیک رہزنی ہے

(۱۰) تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف
کہ جابجا خار زار وحشت سے لذت پا فرش سوزنی ہے

(۱۱) خدنگ مژگان سے ذوق اوسکے دل اپنا سینہ سپر ہی ہے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

غزل

انکہہ اوس پریجفا سے لڑتی ہے — جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بہڑکے نہ کیونکہ محفل مین — شمع بجہہ مین ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اوس بت سی جا لڑی اپنی — دیکہو احمق خدا سے لڑتی ہے

نہین مژگان کی دو صفین گویا — اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے

شور قلقل یہ کیون ہی دختر رز — کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہ ناز اوس کے عاشق سے — چہوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

تیرے بیمار کے سرہانے — موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

واہ کیا طبیب اپنی بہی — عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے

زال دنیا سے صلح کی کسدن — یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیر خون کے چہینٹو نسی — چہینٹے آپ بقا سے لڑتی ہے

دیکہو اوس چشم مست کی شوخی — جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

سچ ہے الحرب خدعۃ اے ذوق — نگہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے

دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے — ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے

دنیا ہے پرچہ سرمہ گردانہ ہے خال کا
گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے

کیا نقاد کو خفیف کرے ہی زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہین وہ شاد باش ہے

اوٹھی جہان ہی سے جو بستر سے وہ اوٹھی
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

برندہ ایک تیغ تصرف سے بھی سوا
اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے

مسکن بذیر آج ہو دل مین نہین ہے غم
روز ازل سے اسکے ہی بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بہرے ہوے ہین خم مے کیطرح ہم
پر کیا کرین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کے
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

عیسی بھی گر ہے پاس تو ممکن نہین شفا
خورشید کو وہ تب ہے فلک پر لگی ہوئی

نکلے ہے کب کسی سے کہ اوسکی مژہ کی نوک
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانے سے ہے شمع سفر لگی ہوئی

بیٹھے ہین دل کے بیچنے والے ہزار ہا
گذری ہے اوسکی راہگذر پر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام ہے تو کیا
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

تجھکو کچھ یاد بھی ہین پہلی وہ الفت کے مزے
بے مزہ ہونیکے لطف اور شکایت کے مزے

بے محبت نہین اے ذوق شکایت کے مزے
بے شکایت نہین اے ذوق محبت کے مزے

کھائے کوچے مین ترے آکے جو سنگ طفلان
آ گئے مجنون کو ترے میوہ جنت کے مزے

لگتی مرچین سی کبابو مجھکو ہین کیا کیا سنکر
دل بریان ہی مرے سوز محبت کے مزے

ساقیا ہون جو صبوحی کی نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اوٹھین نہ ترے متوالے

ہو سہے جون شیشۂ ساعت وہ بگرد دونون
کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

حرص کے پہیلتے ہین پانون بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہین ہائے دو چشمی سی کتابت والے

نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

نہ ستم کا ہی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر وقناعت والے

کیا تماشا ہی کہ مشل ہو تو اپنا فروغ
جانتے اپنی حقارت کو ہین شہرت والے

دیسے کچھ کہنا ہو نہین مجھسے ہی دل کچھ کہتا
دونون اک حال ہین ہین رنج ومصیبت والے

تو جو آجاے تو ای درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہو ہون ہمدرد نصیحت والے

چھوڑ دیتے ہین قلم جون قلم آتشباز
مہر شرح تپش دلکی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین وہ ہی عیادت والے

تو مری حال سی غافل ہی پر ای غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہین غفلت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین ای ذوق
اس نے دیکھے ہی نہین ناز ونزاکت والے

دیگر

کیا غمزہ ترا بر سر بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جب ہے ستم وکینہ وبیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

نار آفت وچشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے

نکلے ہے صدا کوہ سی ہم آتش وہم آب
کیا سوز وگداز دل فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتے ہین تمکو گرے سب کی نظر سے
پہلے ہی سی اس چاہ کی افتاد غضب ہے

توڑا اکمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
ای شوخ تری چشم غضبناک کی ہوتے
اللہ کرے خیر مرے شیشۂ دل کی
بہولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل
اخوان شیاطین ہین یہ مست مۓ پندار
مرتے نہین جو رو نپہ تری طرح سے واعظ
انجم سے رخ چرخ پہ بوندین ہین عرق کی
ے سرو تو پابند غم بے ثمری ہین
غصہ ہے ترا قہر ترا قہر قیامت
ہے غم سے ہنوز آئینہ با دیدۂ پر آب
وہ کونسا غم ہے کہ جو دنیا مین نہین ہے
قامت ہے ترا کیا ہی سر سرو قیامت
مین ہوش بہلا مردم ہشیار کے پل مین
سو فتنے ہین پنہان نظر لطف مین اوسکی

دنیا مین گر انبار ہی اولاد غضب ہے
ہم چاہین قضا سے اگر امداد غضب ہے
پہر آج وہ مست مۓ بیداد غضب ہے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
کیا حضرت آدم کی بہی اولاد غضب ہے
ہم جیسے ہین عاشق وہ پریزاد غضب ہے
عاشق کی تری گرمئ فریاد غضب ہے
کہتے ہین گرفتار کو آزاد غضب ہے
رنجش تری بیداد ہے بیداد غضب ہے
اسکندر رومی کی بہی رو داد غضب ہے
اور اسپہ بہی دلکش یہ غم آباد غضب ہے
طرۂ بہی سر طرۂ شمشاد غضب ہے
آنکہونکو تمہاری یہ فسون یاد غضب ہے
یہ لطف نہین اے دل ناشاد غضب ہے

یہہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگین
ای ذوق مگر سستی بنیاد غضب ہے

(۱) سو ے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت ندیکھہ لینگے
رہینگے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت ندیکھہ لینگے

(۲) ہاہین غرض کیا کہ جا بسینگے ہم حرم کو ای شیخ بتکدے سے
یہین بتون مین خدا کا اپنے ظہور قدرت ندیکھہ لینگے

(۳) ندیکہلی کیسی کیسی آفت جہان مین ہم نے تمہارے باعث
ہو ر آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت ندیکھہ لینگے

(۴) دکہانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان سے
کہ ہوگی الفت تو دیکھہ لینگے نہوگی ندیکھہ لینگے

(۵) بلا سے گردانیاں سا نہین ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنی نقطونسی داغ دل ہی کا فال دہلت ندیکھہ لینگے

دیتی شربت ہی کسی زہر بھری آنکھ تری
عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے

وہ دم زخم ہے اک زخم ہے دم لینے کی
مجھکو فرصت تری تیغ نظر دیتی ہے

تب دل شمع کی جب تک نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اے ذوق
کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مرے جو ہونکے عاشق بیان کچھ ہو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا ترے تیروں کو آب پیکان سے
مگر زیارت دل کیوں کہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چنکے ہمکو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
اوٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردۂ حقیقت کا ہیں رفو کرتے

عجب نہ تھا کہ زمانے نے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہی جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہی
کیا خوب دل ہی واہ نہیں جسپہ ناز ہے

اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ بھی جانماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدے کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیاں دل بیمار غم کی دیکھ
وہ ہی دوا خراب ہی جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہوں غنچہ اوسکا نہ بیجا ہو کی آب
میرے گلے میں نالہ آہن گداز ہے

پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہاں رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہی

اوس بت پہ گر خدا ہی ہو عاشق تو کیا ہے رشک
ہر چند جانتا ہوں کہ وہ پاکباز ہے

صراح خال روئے بتاں ہوں مجھے خدا
سمجھے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق اپنا سب سے کہیں کیوں راز عشق
ہر نالہ اک کلید در گنج راز ہے

خم پر جوش کے مانند چہلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بہر کر

جام خالی ہی لگا منہ سے نہ کم ظرف کے ساتھہ
ذوق کی ساتھہ قدح ذوق سے پینا بہر کے

نہین مژگان پر خون خار غم تہہ دل نشین نکلی
جنون نیشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے

عدو نیش سن کر گہر سے میرا مہ جبین نکلے
الہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے

چہپے کیا ہے سے شوق حسن گون کہ گندم پہر
ہمارے جد امجد چہوڑ کر خلد برین نکلے

تری انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
ترے ہر ناز پر سو سو کا دم ای نازنین نکلے

پہری عالم ہی دنیا سی بہی گر ڈہونڈہ ڈہونڈہا ہے
تو خالی خاک آدم سے نہ چہا بہر زمین نکلے

خدا دے دوربینش اور اس جسم تصور کو
کہ لاکہون کام اس سے دوربین دوربین نکلے

تصور اوس لب شیرین کا آجای اگر دلمین
تو آنسو ہو کی شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مرے دلمین جو حسرت ہی نکالو نہین کہان اوسکی
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سنا کرتے تہی شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشین نکلے

ہم تنسا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو جسکو تو چہری کو نہین پاتے

غنچے ترے غنچہ دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجہے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گہڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اونکی جو بوسے
وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے

ہین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بہی
گم ہو کے مری گم شدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین اوسکے دہن ہی کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہین پاتے

نبض نکلی ہے کہان میری فلاطون چلتی
ہے یہ ضعف اپنا کہ چیونٹی بہی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلی کی صدا
آج آندہی تری تسمت سے ہی مجنون چلتی

کہولدے آنکہین دم ذبح نہ دیکہو نگا تجہے
پر بہری ہائی تو گردن نہین دیکہون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہی لیلی
پر نہین کان یہ مجنون کے فرا جون چلتی

مین تھی ان آنکھونکی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری ہی ان گردش گردون چلتی

عمر طے کرتی ہے ہردم سفر بے حرف و صدا
جسکو تو سانس کہی ہے دل محزون چلتی

چلتی گو دیکھے ہے ساحل کو سوار کشتی
پر حقیقت مین ہے کشتی سر جیحون چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کہلا چاہتا ہے
کہ ہوا باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی

مرے یہ دکھے ہوئے تھے نہ تھے زبانکے لئے
سو ہمنے دلمین مرے سوزش نہانکے لئے

نہین ثبات بلندی عز و شان کیلئے
کہ ساتھہ اوج کی پستی ہے آسمان کے لئے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جان کیلئے
ستم شریک ہوا کون آسمان کے لئے

فروغ عشق سے ہے روشنی جہان کیلئے
یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کیلئے

صبا جو آئی خس و خار گلستان کیلئے
قفس مین کیونکہ نہ پہڑکے دل آشیان کیلئے

سدا تپش پہ تپش ہے دل تپان کیلئے
ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کے لئے

حجر کے چومنے ہی پر ہے حج کعبہ اگر
تو بوسے ہمنے اوس سنگ آستان کیلئے

نہ چہوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
عصا ہے پیر کو اور سیف ہی جوان کے لئے

جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
تو ہم بہی لیتے کسی اپنے مہربان کیلئے

خلش سے عشق کی ہے خار پیرہن تن زر
ہمیشہ اس ترے مجنون ناتوان کیلئے

تپش سے عشق کے یہ حال ہے مرا گویا
بجاے مغز ہے سیماب استخوان کے لئے

مرے مزار پہ کس طرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روی عرق فشان کیلئے

الہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا
کہ ہاتہہ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کیلئے

نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیئے کیا خانہ کمان کے لئے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے
رہا ہی سینہ مین کیا چشم خونفشان کیلئے

نہ لوح گور پہ مستون کے ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم مے کوئی نشان کیلئے

اگر نہ امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہی ہے نہین آرام جاودان کیلئے

وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجہی پر ہین امتحان کیلئے

نہ اک آہ کی نہ زخم سو سوا اوٹھائے
تجھے آفرین ذوق صد آفرین ہے

پیشوائی کو بڑھے ہے گر کشش دل آگے
دوڑے مجنون کی ناقہ محمل آگے

جاتی اسطرح سے کوچے مین ہین دل اور ہم
دیسے ہم آگے کبھی ہاے کبھی دل آگے

گرچہ ہون وادی عنقا سے پرے لاکہون کوس
لیک ہے گمشدگی کی ابھی منزل آگے

تجھسا ناقص بھی غنیمت ہے اب اسوقت مین ذوق
کاملیت سے کہان ہو چکے کامل آگے

تو انکھہ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے
سفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے

پہلا نہین تو چہلے کا گل ہی نگار دے
کچھہ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
پان وہ نشے نہین جنہین ترشی اوتار دے

کیا خاک سمجھے ہے جان کوئی جان نثار دے
مستی چلک نہ جب تہ دل کا غبار دے

جولان سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ مین میرا غبار دے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یون فغان دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

لے وام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
وعدے پہ روز حشر کے پھر کون اودہار دے

بے فیض گر ہے چشمہ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردون سے اپنی اشک
کیون کوڑیون کے بدلے در شاہوار دے

پیشہ سے سیکھے شیوہ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھہ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے
رہنمائی کی نہ رکھہ چشم دلا رہزن سے

ہین گرانبار محبت مرا خون ہی ہاے گران
بھی دہرکتا ہے تری تیغ کی گردن سے

فلک تو پیڑہ ہو کے صبح سے تا شام چلتا ہے — مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کا چلتا ہے
ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت — کہ مہر و ماہ سے دن رات یان اک جام چلتا ہے
چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان تو دل — کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے
ارادہ گر گرے ناقص علو جاہ کامل کا — تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے

ناتمام

کون وقت ایسا ہی گذرا جی کو گھبرائی ہوئے — سوت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتی ہوئے
آتش خورشید ہی دیکھا نہین اوٹھتی ہوا ان — آکھڑی بام پر تم بال سلجھاتے ہوئے
وہ نہ جاگی رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کے — بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے
چاک آتا ہے نظر پیراہن صبح بہار — کس شہید ناز کو دیکھا ہے کفناتے ہوئے

ناتمام

سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے — کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے
گھر سے اپنے نہ نکلتا کبھی باہر خورشید — ہوس گرمی بازار لئے پھرتی ہے
کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم — کہ قضا ہاتھ مین تلوار لئے پھرتی ہے
جا کے اکبار نہ پھرتا تھا جہان وان مجھکو — بیقراری ہے کہ سو بار لئے پھرتی ہے

ناتمام

لائی حیات آئی قضا لیچلے چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی سے چلے
ہمسایہ ہی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار — جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری سے چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے — پر کیا کرین جو کام نہ بے دل لگی سے چلے
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ — ہم کیا رہے یہان ابھی آئے ابھی چلے

ناتمام

سنہ مین کہان گئی تاب رخ سیم تن مین ہے — پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن مین ہے
دم کو ہمارے سینہ مین الله نہین قرار — یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے
حرف آئے مجھپہ دیکھیے کس کس سے تا مست — اس رنگ سے عقیق کا دل خون مین ہے

مطلع

دکھلای ہمنے لیکے جو اپنے جگر سرشک — قابل ہماری آنکھہ کی سب جوہری ہوے
کچھہ ہوتی قدر و قیمت اگر ہوتے آدمی — یہہ خوبرو تو حور ہوے یا پری ہوے

ناتمام

ناقص کا صفا کیش سے مطلب نبر آئے — جو کور ہو عینک سے اوسے کیا نظر آئے
فردوس میں فرہاد سے شیریں کا گر آئے — پانی دہن چشمہ کوثر میں بہر آئے
ممکن نہیں کم ہووے تپ سوز محبت — جوں شمع مجھے لاکھہ پسینا اگر آئے

مطلع

چاہئے زر ان بتان سیم تن کیواسطے — ہم قلندریان نہیں کوڑی کفن کیواسطے

ناتمام

ایک کا کلہ میں ہے تیغ غم کیواسطے — کون نیزہ واسطے ڈہونڈہے قلم کیواسطے
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے — بیدلگا رکہتے ہیں وہ جہوٹی قسم کیواسطے

ناتمام

نعل شکل مہر تو جب ترے توسن کو لگے — چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے
بوسے کے مانگتے ہی پھیر نے چتون کو لگے — الٹے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے
آشیان ہو جیو مرغان ہوا کا برباد — بند کرنے ترے دیوار کے روزن کو لگے

متفرقات

رہے اسطرح بعد از مرگ دنیا کی ہوس ناکی — شرابی ہو گیا ئب جسطرح ہو جای تریا کی

مطلع

ہوتا نہ اگر دل تو محبت بہی نہوتی — ہوتی نہ محبت تو کچھہ آفت بہی نہوتی

مطلع

مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے — مرہم سے لگ گئی ہے آتش زخم جگر کو میرے

مطلع

ہے دل کشمکش طرہ و بتاب میں ترے — تو پھر بلا کو عرض ہے کوئی بلا میں پڑے

مطلع

مطلع

کہان ہم اور کہان عمر سے کچھ عرض مطلب ۔۔۔ مگر اے حضرت عشق آپ نے یہ مہربانی کی

فرد

مقدم صدق پر ہی کذب گرچہ صدق فایق ہے ۔۔۔ کہ پہلے صبح کاذب یان ہے پیچھے صبح صادق ہے

مطلع

رات تو نکو نہ ہو حق کر اے شیخ مناجاتی ۔۔۔ سوتے ہوئے چونکینگے رندان خراباتی

مطلع

قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان شدت ہے ۔۔۔ پارہ پارہ دل ہے جسمین تو وہ حسرت ہے

قطعہ

اے ذوق بس نہ اپنکو صوفی جتائیے ۔۔۔ معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی

نکلے ہو میکدے سے ابہی منہ چہپاکے تم ۔۔۔ دابے ہوے بغل مین صراحی شراب کی

مطلع

کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے ۔۔۔ غنچے سے یہ کہدو کہ چٹک جای چمن سے

مطلع

ٹکڑے کچھ چاک جگر سینے کا سن اپنے ۔۔۔ کرتے ہین ضبط ہنسی دیکہون ہون ناخن اپنے

مطلع

ہم ہین غلام اونکے جو ہین وفا کے بندے ۔۔۔ اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے

قطعہ

تو بہلا ہے تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق ۔۔۔ ہے برا وہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے

اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے ۔۔۔ کیون برا کہنے سے تو اوسکے برا مانتا ہے

مطلع

پار غم جو اوسکا کہا کر زمین دیکھے ۔۔۔ خوش وہ مقبرون کی جا کر زمین دیکھے

مطلع

آتے ہی کہہ گئے تو نے پہر جانیکی سنائی ۔۔۔ ہو جاؤن مین نہ بہونکر یہ تو بری سنائی

مطلع

بیقراری کا سبب ہر کام کی اُمید ہے — نا امیدی ہو تو پھر ارام کی امید ہے

ناتمام

مری طاعت سے جو معصیت بھی عار کرتی ہے — مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے — ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

ناتمام

وہ ہم ہیں پر معاصی سوختہ ہو ندامت سے — خدا دوزخ کرے جسکی شرار سنگ تربت سے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیوں نالاں ہے یہ کہدوں — محبت سے محبت سے محبت سے

مطلع

گر اٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے — لگایا جی کو اپنے روگ جیسے دل لگا بیٹھے

مطلع

دل کہاں سیر و تماشے پہ مرا لگتا ہے — جی کے للچانے سے جینا بھی برا لگتا ہے

مطلع

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی — کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی

مطلع

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی — کالا کریگا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

مطلع

عیاں ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل سے — گرا آنا اپنا اشک سوختہ مانند فقل ہے

فرد

مجھے گہوارہ بھی تھا کشتی طوفان زدہ آسا — وہ ہوں جوں طفل اشک آفت رسیدہ میں لڑکپن سے

ناتمام

کوئی ان تنگ ظرفوں سے محبت نکرے — اور جو یہ تنگ کریں منہ سے شکایت نکرے

جو کہو گے تم کہینگے ہم بہی ہان یونہی سہی — آپکی یونہی خوشی ہی پہر ہان یون ہی سہی

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے — ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

مطلع

کتنے مفلس ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے — خاک مین جب مل گئے دونو برابر ہوگئے

ناتمام

ساتھ تیرے ہم بہی جون سایہ مقرر جاینگے — آگے جائین پیچہے جائین جائینگے پر جاینگے

ابر رحمت ہی تجھے اسدم لگا دی تو بہری — کہتے ہین جانیکو وہ دیکہین تو کیونکر جاینگے

ناتمام

ہم تو نکے دلکو جذب دل سے کہینچے جاینگے — پہر ترے پتہر مین یہ مشکل سے کہینچے جاینگے

دیکہین تو دل کی کشش کبتک نہین کرتی اثر — ہم بہی نالے اس دل بسمل سے کہینچے جاینگے

مطلع

قفل صدخانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے — جو طلسمات نہ ٹوٹے تہے کبہو ٹوٹ گئے

مطلع

جا ہی ہے زیر مغیلان ترے دیوانون کی — مدتون چہان چکے خاک بیابانون کی

ناتمام

اوڑاے طرز نالہ کے جو اکدن تیر مجنون سے — سو ابتک دیکھ لو منقار طوطی سرخ ہی خون سے

نہ شب آنکھون مین خواب آیا خیال خال گیسو سے — رہے بیدار ساری رات ہم اک جبر افیون سے

ناتمام

کہتے ہین لوگ جہوٹ نہین پاؤن جہوٹ کے — جہوٹے تو بیٹھے ہی نہین پاؤن لوٹ کے

چلتا ہو ذوق قید ہستی سے جہوٹ کے — یہ قید مار ڈالے گی دم گہوٹ گہوٹ کے

کیونکر حساب ہو سکے دریا سے بیکران — دریا سے جب تلک نہ لے ٹوٹ پہوٹ کے

ناتمام

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے — جو آہ ہے سینہ مین سو فوارۂ خون ہے

پہر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بہی اولٹی — برگشتہ جو قسمت ہی مری بخت نگون ہے

دل کرتا ہی اوس کوچے کا جب قصد تو لیتا — طایر کی جگہ رنگ بریدہ سی شگون سے

قایم ہے بنا درد کی فریاد سے میری	جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے
فرد	
قسمت برگشتہ دیکہو اک نگہ کی تہی ادہر	سو بہی اگر تا سر مژگان حیا سی پہر گئی
مطلع	
الفت کا مزا جب کوئی مر جای تو جانے	یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جای تو جانے
مطلع	
کہتے ہین لوگ سوت تو سب جا چکی ہے	پر میرے پاس اوسے بہی کوئی کہا نا
قطعہ	
کہون اے ذوق کیا حال شب ہجر	کہ تہی اک اک گہڑی سو سو مہینے
نہ تہی شب ڈال رکہا تہا اک اندہیر	مری بخت سیہ کی تیرگی نے
شب غم شمع سان ہوتی نہ تہی کم	اور آتے تہے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تہا گہبرا کر فلک سے	کہ اوسے چہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ سب مگر تہے	مری جانب سی تیرے دل مین کینے
سو اس ظلمت کے پردہ مین کہو ظلم	ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجہے آج	پڑے یہ زہر کے سے گہونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجہسے قرین تہے	قرینے سے ہوے سب بے قرینے
مری سینہ زنی کا شور سنکر	پہٹے جاتے ہین ہمسایون کے سینے
اوٹہا یا گاہ اوسے بٹہایا	مجہے بیتابی و بے طاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچہہ کہلے سو رہ	بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ	بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکہا نہ دکہلایا ذرا بہی	طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجہے یہ ہجر کی رات	یقین ہے صبح تک دے گی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہہ مین انسو	پڑہی یاسین سرہانے بیکسی نے

ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
ہو دن مرحبا ہر وقت بولا — تری آواز سنتے اور کپا سنے

قطعہ

کل ایک تارک دنیا سے مین پوچھا ذوق — کہ تو او کہر کے ادہر ہی ہوا اودہر رو سست
گذرتی ہو گی با آرام زندگی تیری — کہ تجہکو اب نہ غم بیت ہی نہ شادی سست
کہا یہ اوسنے کہ قید حیات مین انسان — کبھی نہو گا دل آلودہ گو ہو ست است
او ٹہائے ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان — کہ پا فراغ کرون گنج عافیت مین نشست
پہنسا ہو کوئی گرفتاریون مین دنیا کی — تو سلسلے مین فقیری کی پھر ہوا پابست
رہا وہ بند مرشد کے قید مین برسون — کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
کہ ایک عمر مین پہونچا مقام اعلے پر — کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بہی ہوی اوسکو — تو یہ ارادہ رہا اور بہی ہون بالادست
ہمیشہ جنگ ہی بعد صلح کل کے بہی — کہ نفس و شمن سرکش ہی اسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہی تو ہی وہ شرع کا پابند — پہنسا ہوا ہے وہ کیفیون مین گو ہی مست
نہین ہی دام علایق سی مطلق آزاد ہی — مجال کیا کہ نکل جاوے کوئی کر کے جست
کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ — گیا زبان سے نکل اوسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد — بریدن از ہمہ با خدا گرفتار ست ؛؛

رباعیات

کیا جانیگے ای ذوق بجز خاص عوام — اعلی جو علی کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صف اول میثاق ہین ستے — پوچہے کوئی اونسے کہ وہ کیسا تہا امام

رباعی

سبطین نبی یعنے حسن اور حسین — زہرا و علی کے دو تو وہ نور العین
عینک سے تماشا ہے دو عالم کے لئے — اے ذوق لگا آنکہون سے اونکی نعلین

رباعی

عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد | اسکو گردشت مین تو اُسکو جبل مین مارا
کھینچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا | پہلے اک ہاتھ تجھی پر تھا ازل مین مارا
ہے جانا وہین اس عشق نے مارا اُسکو | تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل مین مارا

تتمہ

گرد کھادون عالم اپنے نالہ ہای زار کا | کام لون ہر تار مو سے تار موسیقار کا
دیتا ہے کعبہ کو آرایش یہ جا جی کیطرح | زاہد و سایہ مرے بتخانے کی دیوار کا
استخوان اس سوختہ جان کی نہ کھانا نہہار | اے ہما یہ رزق ہی مرغان آتشخوار کا

مطلعہای غزل

گر لکھون مضمون اپنے نالۂ پرشور کا | لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا
تیغ مین بہی دہیان اُس نرگس مخمور کا | مجھکو شربت مین مزہ آیا مئے انگور کا

فرد غزل مرقومہ

آخر کو فیض بیعت دست سبو سے آج | پیر مغان کے مین بہی مریدون مین ملگیا

مطلعہای مرقومہ بالا

دل مرا جام شراب ہو ہوس جام شراب | اور ہے خال ہویدا عکس جام شراب
پہنچے اُس ہاتھ مین گر وقت ہوس جام شراب | ساغر دل کو جو ہو دسترس جام شراب

اشعار غزل غیر مرقومہ

وہ ہے بیماری الفت سے دل زار کو رنج | جس سے خود رنج کو آزار ہے آزار کو رنج
دیدۂ آبلۂ پا کا بہی روتا ہے | کہ نہ پہونچا ہو کہین جیسے کسی خار کو رنج
ہوش کو بیچ کے لے دلربو سے بیہوشی تو | ذوق بیہوش کو آرام ہی ہشیار کو رنج

اشعار غزل مرقومہ

اے دل وہ سر غمزۂ پنہان عیان نکر | آنکھون نے دیکھہ اور زبان سے بیان نکر
آنکھون مین درد دل جو نکلا تو وہ کہے | اے تفتہ جان ہوا ہو یہان وہان نکر

تتمہ مرقومہ بالا

کبھی شیرین ندسے کوہکن کوہ کو کاٹا — محبت یہہ نہین زور بازو اسکو کہتی ہین

مطلع

رخصت جو ہمسی ہو کر جاتی وہ اپنے گہر ہین — گہبرا کے پہنچے ہم وان اونسے پیشتر ہین

مطلع

جانتے ہین اب تو کوی شیخ لاالہ قام کو — اپنا تو بس سلام ہے دارالسلام کو

مطلع

کہے ایک جب سن لے انسان دو — کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

مطلع

بے نگاہ پہرے جل ست چشم پھر دیکھہ — گرہ دیئے ہے جو مر تو دی نہ اوسکو پہر دیکھہ

مابقی مرقومہ بالا

ہم جیتے جی جہان سے معدوم ہو گئے — اپنی نظر سے کم سبب لاغری ہوے

اک خال زیر زلف سے ظاہر ہری لئے — اے ماہ سو طریقہ بد اختری ہوے

رسوا نہوتے کرتے نہ گر جیب و سینہ چاک — ہم اپنے آپ باعث پردہ دری ہوئے

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سی غرض — دل دیکے ای صنم تجہے سب سے بری ہوے

ثبت اس بیاض چشم مین ہین خط سر سے — جو انتخاب نسخہ افیون گری ہوے

طالع ہوی نہ اپنے سعادت سی ہمقرین — گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوے

اے ذوق آج سامنے اوس چشم مست کے — باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوے

ایضاً

وہ مرے طالع اختر کی ہی و آرزون گردش — کہ فلک کو بھی جسکو نسار لئے پہرتی ہے

ایضاً

تم بہولکر بہی یاد نہین کرتے ہو غضب — ہم تو تمہاری یاد مین سبکو بہلا چکے

مطلع غزل مرقومہ

بہی گر تری چشم سحر آفرین ہے — تو — نہ دل ہے نہ جان ہے نہ ایمان و دین

قطعہ خاتمہ

کیا وہ دنیا مین ہو کوشش نہ دین کیواسطے / واسطے ولکے ہی کچھ پایا سب یہین کیواسطے
ذوق عاصی ہے تو اسکا خاتمہ کیجو بخیر / یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کیواسطے

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصاید

واہ واہ کیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا / مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا
بہرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہا / بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا
ے گلو کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر / شاخ بشکستہ کو ہی باران کا قطرہ مومیا
ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق / لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما
ہوگیا زایل مزاج دہر سی ہیلنک جنون / بید مجنون کا ہی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہے لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو / برگ مین ہر نخل کے سرخی ہی جون برگ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین نہین / زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون / چاندنی کا پہول ہو گر ارغوانی ہو گیا
تام کو اعضا مین نہ تلخی رہی نہ سمیت / مثلی تریاک افیون زہر میٹھا ہو گیا
کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم / نیش کی جا نوش نخل دیوی شہد کا مزا
نیش کی جا نوش ہو دنبالہ زنبور مین / کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا
راحت و آرام کا اس دور مین ہے دور دور / چاہئے واقف ہو دوران سپہر آسیا
دیتا ہے انکھیں اپنی جو کہتی ہے وصلت / اب رکھے ہی وحشی مثل دل اہل صفا
آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج / تا زبان خامہ بھی آتا نہین حرف دوا

صبح صادق کی ہی گو سر مین سپیدی آگئی
لیکن اس پیری مین بہی صادق ہی ایسی تہا

بہوک کی شدت سی اوسکو اگر نقش فرصت ہو
قرص سے خورشید کی جب تک نکر لی ناشتا

رات بہر سونگا کیا انجم سے واں چرخ پیر
پہر جو دیکہا صبح کو صلا شکم مین کچہہ نتہا

پہونچی پہ تنقیح کی نوبت کہ تو تجانے مین
لیتی ہی جی کہو لکر کیا کیا ڈکارین کرتا

کوس بجوا ہے خوشی سی نفع کا لیا دل سے ہے
جون حباب وسکے نہین مطلق شکم مین امتلا

ہضم کامل اسقدر معدے نے پہونچایا بہم
جید الکیموس ہے تا جو حلق سی اوتری غذا

ہے مزاج اہل عالم پہ قریب اعتدال
سا تو اقلیمین ہین گویا اب بخط استوا

رکہی گا تعویذ اور گنڈا کوئی کیون اپنے پاس
باغ عالم مین بہی عالم ہو صحت کا رہا

دیگا طاؤس اپنے بال و پر سے سارے نقش دہو
پہینکدیگی توڑ کر گنڈا گلے سے فاختا

اسقدر باقی نہی عالم سی بیماری کہ آج
نام گلشن مین نہین ہے نرگس بیمار کا

واقعی کسطرح سے صحت نہ اس عالم کو ہو
جبکہ ہوا وسکی نوید غسل صحت جانفزا

وہ ولی عہد زمان مرزا محمد بو ظفر
اوسکی قوت گر ضعیفونکو بنادے اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہین بیر زرد
ہون مقوی دل و جان مثل اوراق طلا

شفا [illegible] صحت [illegible] اوسکی آج ہو ہر شاد و شاد
تہنیت خوانی مین ہین سرگرم مدحت سرا

[illegible] ہین وہ مطلع پڑہون
بلبل تصویر سے کہہ بولا وہ مرحبا

مطلع

[illegible] وہ روز سعادت انتہا
دی اگر زاغ ورق بیضہ تو ہو پیدا ہما

[illegible] صحت ہی ترا ماء الحیات
عیس ہی جون سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا

[illegible] تیرے بقاے عمر خلق
ذات ہی تیری جہان مین چشمۂ آب بقا

[illegible] آب غسل صحت کی تری
ہون دُر خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا

ہو وین استعمال یا قوتی ہین وہ موتی اگر
سمجھئے پیران کہن کو نوجوانون کے قوا

[illegible] تو دہو یا جسم وقت غسل
گرد کلفت کو دل عالم سے گویا دہو دیا

دل [illegible] کا تہا شقاوت سے جو سخت
زیر پا پامال ہوتا تہا ہر سنگ سیا

چہیڑے تار شمع کو گر ناخن موج نسیم
بزم مین پیدا ہو تار ساز مطرب کی صدا

شادی صحت کا تری کیا کہون عالم کہ آج
جوش عشرت سے یہ عالم بنگیا عشرت سرا

خوب گل کو صبا لائی تصدق کیلئے
دیگیا ابر بہاری نذر دُر بے بہا

کبھی تھا علم الٰہی کیطرف ذہن رسا
کبھی کرتی تھی طبیعی مین طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم
کبھی مثل متکلم مجھے پاس ملت

کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات
اور کبھی کرتا تھا باطل [illegible] الشقت

کبھی انکار قیامت پہ مین لاتا تھا دلیل
کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشر اجساد مین تھا گاہ تردد مجھکو
کبھی تھی عالم برزخ مین مجھے اک حیرت

کبھی تھی عرصہ تدویر فلک کی مجھکو سیر
کبھی مین ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش
کبھی ثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت

کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم
کبھی مین کرتا تھا معلوم سے ثابت علت

کبھی منقول پہ مائل کبھی سوے معقول
کبھی مین فقہ پہ راغب کبھی سوے حکمت

کبھی مین حافظ قران بعلم تفسیر
کبھی مین قاری قران بعلم قرأت

کبھی کرتا تھا مجلے پہ حواشی تحریر
کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحبت

کبھی مین کرتا تھا قانون کی تشریح علاج
کبھی مین کرتا تھا قاموس مین تصحیح لغت

کبھی مین جان سے بینندہ بیمار و صحیح
کبھی مین نبض سے دانندہ ضعف و قوت

گہ نباتات کی آگاہ مین کیفیت سے
گہ جمادات کی معلوم مجھے خاصیت

کبھی مشائیہ کی کرتا تھا مین پیشروی
کبھی لیجاتا تھا اشراقیون پر مین سبقت

کبھی مین نفی خلائق مین تھا سوفسطائی
کبھی مین معتزلی باعث رد رویت

کبھی مین جبری و مجبور بعقل و تدبیر
کبھی مین قدری و مختار بقدر طاقت

گہ ملاحد کی تھی تردید کلام الحاد
گہ وجودی و شہودی سے بیان وحدت

جون مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار
جون محاسب کبھی مصروف بضرب و قسمت

کبھی حرفون سے تھا مطلوب مثال جفار
کبھی مجھ نقطے سے مقصود تھا رمال صفت

خانہ کعبہ سے خارج کبھی شکل داخل
شکل خارج تھی کبھی داخل بیت غربت

کبھی کرتا تھا قران مہ و زہرہ پہ نظر
کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم
کبھی تجویز زکوٰۃ اور کبھی قصد دعوت

کبھی ہین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علامہ کبھی صوفی صافی طینت

کبھی ہین قرب فرایض سی تہا عالی درجہ
کبھی ہین قرب نوافل سے تہا عالی نیت

مایل موسقی ایسا کہ ادا کرتا تہا
کبھی ہین بارہ مقام اور کبھی چاروں سنت

کبھی ہین شاعر غرا و ادب دان بلیغ
نظم مین تام مرا نثر مین مری شہرت

کبھی کرتا تہا عروضی کا کبھی مین قافیہ تنگ
طبع موزونکی دکہاتا تہا جو موزونیت

کبھی پیش نظر انجیل و زبور و توریت
کبھی مصحف مین نظر میری سراسر آیت

کبھی زردشتیون مین ایسا کہ ساری موبد
زندپاژندمین کرتے تہی مری تبعیت

کبھی یہ آگہی شاستر و بید و پران
کرون اک بات پنڈتکی کتہا مین کہنڈت

کبھی ہین نحو و معما مین نہایت دیہوش
کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت

آخرش دیکہا تو العلم حجاب الاکبر
عاقبت پایا تو ہان آبلہ کو اہل جنت

فایدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف
فایدہ کیا جو ہر اک فن کی کہلی ماہیت

فایدہ کیا کہ جو دیکہے کتب ہر مذہب
فایدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

عقل ست گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا
کہ بہر شکل ہو اک تازہ محل صورت

یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکہکے ہو
ہیکل روم سے بتخانہ چین تک حیرت

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مطلع ثانی

گر نہ سے صاحب جوہر کو مقدر عزت
جو ہر فرد ہے بالفرض تو کیا بے قیمت

کیا ہوا علم معقولات اگر کیف کی ہے
نیک ہے یا وہی بخت نہین کیفیت

قاضی چرخ ہی جو تو ہے تو کیا گر
مثل دہقان فلک رکہتی ہون [illegible]

دور گردون نہ موافق ہو تو ہو اور
جبر اقبال مین تو نیستی او ہبائی صحبت

آگے بر گشتگی بخت سر چلنے کی نہین
نظری و عملی کوئی بہی تیری حکمت

گو فصاحت مین تو سحبان ہوے [illegible]
حرف مطلب یہ زبان کو ہو تیری سو لکنت

سودوائیں تری نسخے میں ہوں پیرے تقدیر
نہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت

علم نرنج سے گو بوے تو تحل تاریخ
بے مقدر نہو حاصل ثمر خوش لذت

علم سے جو سبق آموز ملایک تہا وہ دیکہہ
بخت بد سے ہو سو تو حیب رجم و لعنت

ہو مسجود ملایک یہ ظلوم اور جہول
یعنی انسان قوی بخت و ضعیف الخلقت

گو تصوف سی ہو تو صوفی سجادہ نشین
بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرق عادت

علم سے لاکہہ ہو شیخی تری پیرے تقدیر
نہ کہے کوئی تجہے شیخ علیہ الرحمت

یہ مقالات مثال قصص مصنوعہ
ہوئے اکبار جو افسانہ خواب غفلت

لگ گئی انکہہ مری دیکہا کیا خوابمین معشوق
کہ مجسم نظر آئے ہے نوید بہجت

اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سر تا بقدم
تہا وہ خلقت کا تماشائے ظہور قدرت

یاد کرتا قد رعنا کو ہے اوسکے زاہد
دم تکبیر جو کہتا ہی سدا قد قامت

چشم وحشی کو اگر اپنے وہ دکہلا ئے تو ہو
چشم آہو سے ہرن نشہ جام وحشت

دل شامت زدہ کو دے پے تدبیر ہلاک
زلف واژون تہی وہ رخسار یہ واژون قسمت

آتش حسن سے اک شعلہ سرکش یعنی
موجہ دود لطیف اوسکی بہوونکی صورت

فوج مژگان وہ بلا ہو کے صف آرا تو کرے
دست بیداد سے یکدست دو عالم غارت

چاہ بابل وہ ذقن اور دہوان زلف کا عکس
دل گرفتار عذاب او سمین ہو ہاروت صفت

لعل شیرین کی حلاوت یہ جو دی جان عاشق
تو دم تیغ بہی عناب کا چاہے شربت

نہ دم شرم تبسم سے لب اوسکے خوگر
نہ تغافل سے اون آنکہونکو نگہ کی عادت

کہولدے معنی معدوم کمر کی جنبش
واکرے عقدہ کو ہو ہم لبونکی حرکت

شوخی و ناز کی تعریف مین اوسکی مطلع
او دیر ہو یہین کہ جیسے ہو دلکو فرحت

مطلع ثالث

شوخی آنکہ میں یعنی نگہ میں ہو جیسے حیرت
ناز یون چشم مین نرگس مین ہو جیسے نکہت

لب پان خوردہ کی شوخی کہوں آگے اک بات
گر لگادے وہ مسیحا بہی تو خونکی تہمت

ترک اندام وہ اور سنگدل اونسے بہی سوا
آیا جن سنگدلون سے ہے تہم قسمت

ہے مسجدین ہو دنبے اذان بہر نماز
باوضو ہو تماری نے ہی باندہی نیت

ن سنجائیسے ناقوس کی پیدا آواز
چاہے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت

ہے پیہو از صبوحی کیلئے تیار سبو
گرہ عداوت ہے اگر کہیے ترک عادت

قت ہوئی گہڑیال کی آواز بلند
ایک جانب ہے لگی آنے صدا ہے نوبت

عید ہے کہ عید کا سامان نشاط
روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت

وہ دن ہے کہ آغوش ہین لیکر تجہکو
کئے طوبی لک شاہد طوبی اقامت

ہین بیدار ترے بخت مددگار نصیب
اب قوی ہین ترے طالع تری یاور قسمت

دکر تہنیت عید کا اوس شاہ کی تو
دور ہین جسکے ہی ہر صبح صباح دولت

وہ شہنشاہ بہادر سے کسرے انصاف
خسرو جم خدم داور دارا حشمت

قوت ملت ودین قامع کفر و الحاد
حامی شرع نبی ماحی شرک وبدعت

حکم شرعی سے کرے سلب وہ سب جذبہ شوق
مرد مجذوب ہے گر ترک ہو ستر عورت

کون اوسکا ہین وصاف صفات نیکو
کون اوسکا ہین سرگرم ثنا و مدحت

سنتے ہی ہین بنے ہی وہ مطلع روشن لکہا
مطلع صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مطلع رابع

مصحف رخ ترا اے سایۂ رب العزت
کہولدے معنی الست علیکم نعمت

تیرا دروازہ دولت ہی مقام اسعد
تیرا دیوان عدالت ہی محل عبرت

تیرا احسان بہار چمن صدر و نق
تیری نیت چمن آرائے بہار رعایت

تیرے عشرت کدہ مین بار کسے غیر نشاط
تیرے خلوتکدے مین دخل کسی جز طاعت

صفحۂ علم پہ تحقیق سے تو ہم زانو
حجلۂ عیش ہین ناہید سے تو ہم صحبت

ماہ نو ایک فلک پر ترے تو سجدہ مین
تو فلک تو کرون ہین تیرے قدیم الخدمت

کلیسۂ گوہر انجم ترا صرف انعام
طاق اطلس گردون ترا وقف خلعت

نیت نیک تری آئینہ حسن عمل
عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت

ذہن عالی ہے ترا طایر شاخ سدرہ
طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت

نکلے گر خامہ سے ترا وصف شمیم اخلاق
تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشک تبت

تھمی ہون نہ کبھی تیری صفات نیکو
گر بیان کیجیے تا حشر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعا یہ ہی اب ختم سخن
کہ زبان کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت

عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم مین
با شکوہ و حشم و جاہ و بعمر و صحت

خیر خواہون کو ترے عید کی ہو رنگ نشاط
اور بدخواہ ہو تیرے سزاوار اشک حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا سن کے ترا مژدہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تلک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دے ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر پا رنج

بادہ جوش جوانی سے ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال پہ ہے جامہ سکنج

چند قطرے ہین شبنم کے وہ بلکہ کمتر
آگے ہمت کی تری گوہر شہوار سے گنج

حسن نیت سے ہی ہے تو یوسف مصر بخشش
دست حاتم مین بجا ہی کہ جو دین تیغ و ترنج

شش جہت پر ہے جو غالب ترا سرپنجۂ امر
فتح کو اوٹھنی مین کعبتین نرد ہی کیا کیا شش پنج

نہ بجھے آب سے آتش نہ حسن آتش سے جلے
ایک سے ایک موافق ہو مرجان و مرج

تیر منصوبے کے تابع ہین سب احکام نجوم
صفحہ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج

لایا ہے معنی رنگین ہے یہ لعل خوش رنگ
ذوق جو مدح و ثنا مین ہے تری گوہر سنج

خسروا ہوتا ہے اس رنگ سے معلوم یہ رنگ
رنگ نوروز رچا ہے ایسے بہ رنگ نارنج

بزم رنگین مین ترے رنگ طرب ہو ہر روز
او ترے خاطر اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قصیدہ سوم

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیان ہو خامہ سے تحریر نغمہ بجای صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہوا
تنفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر

ہوا یہ باغ جہان مین شگفتگی کا جوش
کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر

کرے ہے وا لب غنچہ در ہزار سخن
چمن مین موج تبسم کی ڈال کر زنجیر

کچھ انبساط ہوا ہے چمن سے دور نہین
جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر

زمین پہ گرتے ہی لے آئی دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی پیل مست بے زنجیر

نہ خار دشت سے ہے گرمی میں خواب مخمل سے
ہر ایک تار رگ سنگ بھی ہے تار حریر

ہوا میں ہے یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
بہت ہے اوٹھے ہے آتش سے مثل ابر مطیر

یہ آیا جوش میں باران رحمت باری
کہ سنگ سنگ میں سنگ بیدہ کی ہے تاثیر

ہر ایک خار ہے گل ہر گل ایک ساغر عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر ایک گھر شب چراغ ہے پر تنویر

کرے ہے صبح شکر خند اس مزے سے کہ شام
کہ جس طرح ہم آمیختہ ہوں شکر و شیر

سنوارتی ہے جو شام اپنے زلف مشکیں کو
سواد مشک ختن میں ہیں لاکھ آہوگیر

نہال شمع سے ہر شب چنے گل شبو
بہار گلشن میں گلچیں کی طرح سے گلگیر

جلے چراغ تو ایسے جلے میں پھول جھڑیں
جہات سے رنگ گل آفتاب ہو تفسیر

رہے ہے چھٹکی ہوئی صبح جوں صبوحی کش
بیان دراز ہی ریش آفتاب ساغر گیر

عجب نہیں ہے کہ آرایش زمانہ سے
حنائی پنجے ہوں تاک چنار و بید انجیر

چمن میں ہے یہ درختان سبز سرچوں
کہ زہر کھاتے ہیں سبزان خطۂ کشمیر

نکیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھوں مطلع
کہ آئی ہے نظر اک قدرت خدائے قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوہ سمیع و بصیر
نسیم نکہت گل اظہر و لطیف و خبیر

شمیم گلشن سے ہی یہ زمانہ عطرآگین
کہ قرص عنبر اگر ہے زمین تو گرد عبیر

عمل سے حوت تلک جا بجا ہیں تصویریں
بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر

جہات ستہ سے بزم جہان ہے وسعت خوان
کہ سب ہجوم نشاط و سرور ہیں غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر قائل
سپہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہے مدرسہ بھی بزم گاہ عیش و طرب
کہ شمس بازغہ کی جا پڑھیں ہیں بدر منیر

اگر پیالہ ہے صغری تو ہے سبو کبری
نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہیں صغیر و کبیر

شہنشاہا ترے ہین شفاے کامل سے | ہوا علاج مرض بھی وہان علاج پذیر
کہ جو سبیل کو اگر مارین بید مجنون پر | تو صورت بشر ہو تنومند خوش تقریر
اشارہ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے | زبان برگ سی گوکوٹ کے خواب کی تعبیر
جو میل کحل بصارت ہو کلک خط غبار | تو چشم دائرہ عین بھی ہو چشم بصیر
نہ موج سے کو ہو جنبش نہ شیشہ کی تجلی | گئی جہان سے بیماری فواق و زحیر
نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہو زکام | نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر
بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو | شراب تلخ بھی ہو بیکسون کو شکر و شیر
تو ہی ہے قوت تاثیر سعد وای طبیب | غنی قبول کی دولت سے ہو دعا فقیر

قطعہ

شکستہ دل کو تری ہین تندرستی سے | کرے درست اگر سو ہیاے تدبیر
تو ہووے کاسۂ چینی کو چارہ ساز قضا | نکلے کاسۂ چینی سے مثل ہوی خمیر
کہا ہے سر جو کبھی مفسدان سرکش کا | علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر
تمہارے نفس شفاخانہ ہر ارشفا | ہر ایک خانۂ تصویر صاحب تکبیر
ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہے | ہر ایک نسخہ شفا مین ہے نسخہ اکسیر
رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین | چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمان اسیر
سمجھا ہے دم سے ترے زندگانی عالم | یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر
مثال خضر تو اے رہنما ملت و دین | جہان مین پیر ہو پیدا ہو کر اشوق پیر
تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانہ مین | کہ تجھ سے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر
کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان | کئے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر
سحر سے شام تک زرفشان ہے بیچ مہر | نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر
فلک یہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدۂ شکر | نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر
ہمیشہ رہیو تری ہے جوان جہان | کہ نہ کوئی دوشنبہ کبھی جہان مین پیر

قطعہ

قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا
گوش خوبان سمن بر میں مصفا گوہر
صبح حاضر ہوں کر و علین کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامہ مرا سنہ سے اوگلتا گوہر

مطلع

آج وہ دن ہے کہ لے خسرو والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر
بحر و بر میں ہے شہا تیری مہیا ہی نثار
سیم سے زر تلک اور لعل سے لیتا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
مشتری کہتے ہیں جسکو وہ اوٹہا لایا چرخ
ٹوٹ کر جو تری سمرن سے گرا تہا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
تیرا آویزہ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق
صاف قندیل در مسجد اقصا گوہر
حلب خلق میں ہے سینہ ترا آئینہ
عدن علم میں ہے قلب مصفا گوہر
پرورش پاوے چمن کو جو ترا ابر کرم
موتیا میں عوض غنچہ ہو پیدا گوہر
ماہ کہنے کے لئے ہے کہ گہنے کے لئے
تیرے گہنے کا کہوں کیا وسنہ رہا گوہر
درفشانی سے ترے اتنے گہر ہیں ارزان
لکھتے ہیں نسخۂ مفلس میں اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے نیر اقبال کے دریا میں ترے
اے محیط کرم و جود کے یکتا گوہر
آب گوہر ہو تو آب یہ اعجاز تہا
کف دریا کو بنا دے ید بیضا گوہر
کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل
گر یہ سن پاوے کہیں سنگ نے تورا گوہر
طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران
پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر
آب دریا ہی کرم سے جو ہو تیری سیراب
ابر مردہ سے برسنے لگیں کیا کیا گوہر
آج محفل میں تری وہ گہر افشانی ہے
لگن شمع میں ہیں آنسو ونکی جا گوہر
دست فراش میں جاروب ہے ریش فرعون
فرش پر تلیوں میں اولجھے جو صدہا گوہر
ترے دوران حفاظت میں کہاں بجز و گزند
حق میں بیمار کے نسخہ ہے لب کا گوہر
افعی زلف کے کاٹے کو ہی جوں مہرہ مار
گوش خوبان میں ہیں زلف سمن سا گوہر

سینۂ صافی کا تری ایک ہے نقشہ دریا
دل روشن کا تری ایک نمونہ گوہر

نقرۂ خنگ ترا ایسا ہے رنگ شفاف
روبرو جسکے صفائی کے ہو میلا گوہر

غرق دریاے جواہر میں ہے وہ کوہ گران
بجگ ہے جہنڈیکی جہڑن لعل پسینا گوہر

اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی
شب کہے مست کہ کر لوٹ لئے گردون مساس

سلسبیل ہے کی اگر خلد مین ہو آب سبیل
کہے نوش کہ تجہی سی ہو کوئی اوس پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شراب عسلی
اور باقی تو سب ہے یہ وہم و خیال و وسواس

زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو
پاس کہہ عیش کا کیا کرتا ہی پاس انفاس

بیٹھہ گوشے مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو
دیکھہ رندان خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برق فنا ہے مگر جلوہ فروز
سو ہی خورشید نما ہے شفقی رنگ لباس

ہی خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرم نشاط
نکلو جا دلمین نہ جیکو نہ کہہ اپنے اوداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اوسمین ہو سرمایۂ عیش
وہ مثل ہے کہ کہان گہونسلے مین چیل کے ماس

دل پر وسوسے کی ہوتی ہے سے وا شد
کہلتا ہی ہاتہہ سے ساقی کے یہ قفل وسواس

مین یہ کہتا ہی تہا جو دل تو مری مجہہ سے کہا
تو بہ کر تو یہ نکر اتنی زیادہ بکواس

ایسی مردار بد افعال کا تو نام نہ لے
حامی شرع ہے وہ بادشہ پاک انفاس

شاہ دیندار سپہ شہ ثانی جس نے
خانہ توبہ و تقوی کو کیا محکم اساس

دور مین اوسکے ہو گر مہ تنک سے کوئی
گر ہے ہر قطرہ کلیجے مین خراش الماس

ہے اگر آب بقا بہی ہو تو ہو وہ زہر آب
جسکے پینے سی ہو جینے ہی سے میخوار کو یاس

جا ہووے اس عہد مین گر خم کو بھی جراح
تو ہے خشک نمک سوزش و درد و آماس

کہتے ہین اب شر انگیز ہو ہین آج بشر
کہ یہ روغن ہے سر آتش شر خناس

تا نہ باقی رہے اور نہ رہے مین مستی
توڑتا سنگ نمک سے ہے وہ شیشی کا گلاس

احتساب اوسکا جو دو سنگ پہ شیشی کو ٹپک
تو صدا ہو نہ بلند اوس سے بجز حمد و سپاس

مدح حاضر مین پڑہون اوسکی کوئی مطلع نو
کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

نطق تقریر مین تیرا وہ شہد کہ ہر درد کو راس
شان مین جسکے شہا ہو شفاء للناس

ہندو زلف سے ہو پاس ید مصحف رخ
عہد مین تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس

سو بیانی ہو حمایت تری حق مین اوسکی
سخت [illegible] فلک تو نے [illegible] گراس

لوح رنگین ہے نہ زیبا ہو بیاض گردن ✽ تاکہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
دست و بازو و بر و دوش صبح بہار ✽ پنجہ وہ پنجہ خورشید و حنا رنگ شفق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا ✽ ناف اک عکس قمر اوسمین پیچا زورق
نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجہنا مشکل ✽ جسطرح شعر خیالی مین ہون معنی ادق
ہے گران اوسپہ نزاکت سے نہ باندہی ہو گرہ ✽ گرہ ہو تار نظر دین معنقا منطق
اوسکا زانو وہ مصفا کہ اگر دیکہے اوسی ✽ آئینہ آپ خجالت مین رہے مستغرق
کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی ✽ شمع گر دیکہے اوسے شرم سے آجائے عرق
قد جو گلبن تو وہ پاؤن کی حنائی ناخن ✽ نیچے گلبن کے پڑے بکہرے ہوں گل کے ورق
آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز ✽ مجہسے یہ کہنے لگا کیون ہے تو غمگین ناحق
مژدۂ عید سے ہی گلشن عالم مین بہار ✽ نغمۂ عیش سے ہی بزم جہان مین رونق
دوش پہ سرو لب جو کی ہی اک سبز قبا ✽ پر مین لالہ کے ہی گلشن مین ہی گلگون بلمق
جوش سبزے ہی وہ فرش سر صحن چمن ✽ کوئی مخمل اوسی کہتا ہے کوئی استبرق
باغ عالم مین ہے یہ جوش بہار عشرت ✽ ٹپکے ہے مخمل سے مستی مین شیرا اوق
تو بھی گر تہنیت عید کا اوسکی سامان ✽ کہ وہ ہے سرور دین حامی دین برحق
وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہون ✽ اوسکے تیر و تفنگ ہدف اوسکی حسود و محدق
مدح اوسکی ہے مناسب تجہے بلکہ انسب ✽ یعنی توصیف کے لائق ہی وہ بلکہ الیق
سنکے مینے یہ لکہا مدح مین اوسکی مطلع ✽ جسپہ احسنت کہین مجہکو لبید و عمعق

مطلع ثانی

تو وہ ہے نائب ختم رسل ای سایہ حق ✽ کہ ترے سایہ مین ہے گلشن دین کو رونق

مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا اے سایہ حق ✽ کیونکہ سایہ مین ترے ہو نہ جہان کو رونق
کسکا مقدور کہ سرتابی ترے حکم سے ہو ✽ جو ترا امر ہے الحق جو کہے ہی تو صدق
فکر حق سے کوئی غافل نہین تیرا ہی وہ دور ✽ کر تا سمجہا نہین ہی شیشہ مئی بہی حق حق

شاہا زمانے مین ہو تو با آبرو اور خسرو ہو جلوہ جگر مشرق سے تا نور سحر رنگ شفق
دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون ہے دل کی ہو شفق دیکھے نہ وہ اسکے سوا نور سحر رنگ شفق

قصیدہ ہفتم

طرب افزا ہے وہ نوروز کا تاریخی رنگ دیکھکر بہاگ گئے جیسے رنج ہزارون فرسنگ
ہل ہے بالیدگی عیش کہ برگ گل پر قطرہ شبنم کا ہے مینا ہے شراب گلرنگ
واہ کیا گلشن آفاق مین ہے جوش بہار چہچہے کرتے لگی بلبل تصویر فرنگ
کلک نقاشی قدرت سے گلستان ہین ہے آج تختہ لالہ و گل صفحہ نقش ارژنگ
خسروا تو نے کیا آج وہ جشن نوروز دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ
ہے ترے بزم طرب مین پے رسم نوروز صورت بیضۂ رنگین فلک مینا رنگ
مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہت خلق ناف آہوی ختن سے ہو کم داغ پلنگ
بلکہ ہو جوش بہاران کرم سے تیرے کیا عجب شاخ مین ہو گل زنگار رنگ
تیری انصاف سے ہی بزم جہان مین شاہا شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ
ہو اگر شعلہ فشان تیری اگر آتش قہر تو سمندر ہے پانی مین بجاے خرچنگ

قطعہ

زیر ران تیرے ہے وہ توسن چالاک کہ تو چھیڑ دی ایک ذرا اوسکو جو بوقت صف جنگ
یون کرے جست کہ جیسے سر میدان نبرد سنہ سے اوڑ جاے حریفونکی تری خوف سے رنگ
رکھتی سرعت ہے تب لرزہ ہیبت تری نبض محموم کی مانند جبل مین رگ سنگ
مرغ دلکو ترے دشمن کے قفس ہے سینہ اور جگہ چوب قفس کی ہے ترا تیر خدنگ
ہووے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت تا کہ دارو نہ پیالہ مین ہے تیرے تفنگ
مفسد و حاسد و غماز عدو سے سرکش زیر شمشیر غضب تیرے ہوں چارون چو رنگ
نہین سکتی بیان مین ترے اوصاف تمام ہوتا ہے قافیہ سخن کا یہان قافیہ تنگ
کرتا اس رنگ سے ہی ختم سخن دیکے دعا ذوق جو ہے ترا مداح محب یکرنگ
گلشن دہر مین ہو سال مبارک تجھکو جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

گر ترے قہر کی گرمی تپ محرق بنجاے — لب دریا پہ حبابونکی جگہ ہون تبخال
قوت ماسکہ ممسک کے قواعد سے گم ہو — فیض جاری ہے تری بخل کو باپیش ہو زوال
حکمت آموز ترا علم جہان ہو تو وہان — نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطون کو مجال
ہو تری عقل سے عاجز دم بحث معقول — اک سقوسیین فقط فصل کے عقل فعال

قطعہ

دم ہے کیا باد صبا مین کہ دم سیر جہان — تیری گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
یون ہی دو چار قدم خاک اوڑاکر رہجاے — اور پہنچ جاے کہین وہ کہین مثل خیال
ہے وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری — ہے اوڑان اوسمین ملک کی تو بشر کی سی خصال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اوسکا — عہد مستقبل و ماضی کا وان ہے اک حال
زیب تن اوسکے جو جہندیکا ہے گل تصویر — پہرتا کاوے ہین ہے وصورت فانوس خیال
اوس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہے ڈر — مزرعہ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال

قطعہ

تیرے ہاتہی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ — سپر اندیشے نے لی ہاتہہ سے دستار سنبہال
کہکشان کو وہ فلک پر سے زمین پہ پہینکے — نیشکر راہ مین پاتے ہین اگر اوسکے اطفال
جیسے ہاتہی پہ بزرگو نکے ہو سجدیکا نشان — اوسکی مستک پہ ہے یہا جلوہ نمایون سے ڈہال
ہے جو اوس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور — آے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال
اوسکے دانت اوسکی لیے ہین روش تیر شہاب — ہے جن اعدا کو سراوج شیاطین کے مثال

قطعہ

آبداریمین تری تیغ کی ہے برق کی موج — کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
تیری شمشیر کو خون عدو روز مباح — یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مردار حلال
طایر روح عدو کے لئے صیاد اجل — سبزۂ تیغ مین جوہر سے اگا رکہتا ہے جال
طاقت دم زدن اس ورد مین کسکو ہے ہی — دیکھکے تیرا نسق ایسی شہ فرحت خصال
ہر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پہ تو نفس — [illegible]

ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری — شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال
تقویت دلوے اگر پاس حفاظت تیرا — شعلۂ شمع کو صرصر نہو اضمحلال
ہے تری عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی — فیلسوفی ہے حکیمون کی خلا کہنا محال

قطعہ

آتش و آب مین یہ ربط تری عدل سی ہے ۔۔۔ دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال

کا کل موج دخان کے لئے اوسکی دریا ۔۔۔ سے تہ آب سے شانہ پر ماہی کا نکال

خبر جلوۂ عشرت ہے ترا جشن سعید ۔۔۔ مبتدا جسکا تھا غرۂ ماہ شوال

ہوتی ہے حیرت توصیف سی تیری شان ۔۔۔ روش غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال

بس دعا ہی یہ فقط ختم سخن کرتا ہے ۔۔۔ یہ جو ہی ذوق ثنا خوان ترا مدح سگال

جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو ۔۔۔ رہے جبتک کہ زمانے مین حساب مہ و سال

قصیدہ دہم

لاتا نیرنگ سی ہے رنگ نئی چرخ بخیل ۔۔۔ واہ بگڑا ہے کچھ اس خم مین عجب رنگ سے نیل

ڈر زمانے سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا ۔۔۔ لا کہیں ہوشیو نسے جسکے پھری ہی زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزت کا حصار ۔۔۔ کہ بجز حفظ خدا جسکی نہ خندق نہ فصیل

گم ہون ظاہر کی خرابی سی صفات اصلی ۔۔۔ رنگ دیتا ہی چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نہ گذر حق سی نہین سانچ کو آنچ ۔۔۔ بلکہ ہی آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے سیرت سی ہین مردان خدا ممتاز ۔۔۔ ورنہ صورتین تو کچھ کم نہین شہباز سے چیل

نہین بے قید علایق کسی عالم مین بزرگ ۔۔۔ رسم تحریر مین ہی چھوٹے نہ زنجیر سی فیل

ہے تہ خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک ۔۔۔ نہین ماتحت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہی یکماہ ۔۔۔ بعد ہی کثرت تکلیف کے یان عیش قلیل

کشت سبز فلک دون سی نہ کہہ چشم ثمر ۔۔۔ خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہی یہ مزرعۂ نیل

قابل انسان کی صحبت ہی انسان نہ ملک ۔۔۔ بنگیا پیش نبی صورت دحیا جبریل

جتنا خورشید تپے اوتنی ہی بارش ہو سوا ۔۔۔ ہووے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی وکیل

عشق کہہ جو اسے ہی اک ذرہ جفاکش سی بزور ۔۔۔ بار صد کوہ الم ہے عمل جر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا ۔۔۔ دم مین اجزائے دخانی کی طرح ہو تحلیل

شمع کشتہ کے لئے ہی دم عیسی آتش ۔۔۔ سوزش عشق سی زندہ ہون محبت کو قتیل

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ — ہو گران خاطر نازک پہ مبادا تطویل
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال — ہوں قوی پایۂ تیری دوست بصد قدر جلیل
جو ضلالت سے ہوں گمراہ وہ اے ظل خدا — ذل اقدام سے ہوں خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے — قصد صید افگنی کیا جس دم
خون نخچیر سے ہوا سارا — دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بچا اوس شکار افگن سے — صید کوئی سوائے صید حرم
مرغ و ماہی اور غزال پلنگ — ہوئے ہسکن پذیر دست عدم
ہے جگر گوشہ بہادر شاہ — ہو بہادر نہ کیوں وہ مثل شمیم
سمجھے شیر آپ کو ہزار غنیم — اوسکے پر سامنے ہے مثل غنیم
شیر گردون بھی اوسکی لشکر میں — پا سکے ہرگز نہ قادر شیر علم
رہے مانند شیر قالین کے — اوج ہمت سے اوسکے زیر قدم
ہاتھ میں جب تفنگ لی اوسنے — ہمسر اژدہائے آتش دم
کئی شیر ژیان شکار کئے — اوس غضنفر شکار نے پیہم
ہے بجا گر دلاوران جہان — کہائیں اوسکی دلاوری کی قسم
جبکہ اس جرات و شجاعت کو — چاہا اسطرح ذوق نے کیجے رقم
تا رہے یاد گار عالم میں — وصف عالی صاحب عالم

لکھی اے ذوق میں نے یہ توصیف
مع تاریخ ثانی رستم
۱۲۶۱ھ

قصیدۂ یازدہم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہان — کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان
حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری بکو بران
گاو گردون نہ فقط خوف سے اوسدم کانپے — بلکہ ہو زیر زمین گاو زمین بھی لرزان

اور کہیں ہیں ہوں وہ خوش آپ تا نہیں دیکھے دو ۔۔۔ طرفۃ العین میں ہو کاہ ربا کو یرقان

قطعہ

نطق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا میں جسکی ۔۔۔ تر زبان ہو وے دریا ہو اگر ایک زبان

آب دریا میں ہو یہ جوش حلاوت پیدا ۔۔۔ لب دریا بھی بہم ہو کے ہوں دو نوچسپان

اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا ۔۔۔ ہو نہ گلشن میں بھی روئیدہ گل نافرمان

ہو وے سرسبز بہاران کرم سے تیرے ۔۔۔ شاخ بر گل چمن دہر میں ہو شاخ کمان

بلکہ حیرت کی نہیں جاکہ سر شاخ خدنگ ۔۔۔ روش غنچہ گل ہووے شگفتہ پیکان

وہ ترا زور حمایت ہی کہ جسکے باعث ۔۔۔ ناتوانوں کو بھی ہے دہر میں تاب و توان

ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندہ کہیں ۔۔۔ ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان

دیگ سطبخ پر تری یہ فلک پر انجم ۔۔۔ کیا عجب صورت سرپوش ہو گر قطرہ فشان

پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک اسیار ۔۔۔ گل چہتا کے گلدستے ہیں اوسکے دندان

اوسکی خرطوم کسی دلبر پیلی وش کی ۔۔۔ جعد مشکین ہے کہ ہی کاکل عنبر افشان

لکہوں شوخی جو تری توسن چالاک کی میں ۔۔۔ اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق جہان

وقت کا دیکہے دم سحر کہ راکب اوسکا ۔۔۔ سر حاسد کو رکہے صورت گوی چوگان

ای فلک جاہ تری در کے ہیں وہ ذرۂ خاک ۔۔۔ جنسے خورشید چھپے اپنی جبین پر افشان

طبع رنگین میں تری وہ چمن لالہ و گل ۔۔۔ رو برو جسکے ہے گلزار ارم خارستان

عید اضحی تجھے ہر سال مبارک ہووے ۔۔۔ تجھ پہ ہو سایہ حق اور ترے سایہ میں جہان

تیرے ہاتھوں سے کمان ہو جو سعادت اندوز ۔۔۔ کیا تعجب ہے کہ ہو رشک ہما زاغ کمان

قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر ۔۔۔ چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان

اسطرح عدل سے ہی تیرے بہم آتش و آب ۔۔۔ جس طرح آئینہ میں عکس رخ شعلہ خان

تیری احسان سے ہر انسان ہے غلامی میں تری ۔۔۔ سچ کہا ہی کہ الانسان عبید الاحسان

ولے میں ہی جوش مضامین تو نہایت لیکن ۔۔۔ دل حوادث سی زمانے کی ہی بیتاب و توان

ذوق کرتا ہے تمنا ختم دعا پر تیرے ۔۔۔ کیا لکھے وہ تری اوصاف کہ قاصر ہے زبان

دیکھی نہ اس طرح کا تماشا جہان مین — گر ہو تمام چشم تماشا گر آسمان
اترا رہا ہے غلطت عیش و نشاط سے — سچ ہے زمین پہ پاؤن رکھے کیونکر آسمان
افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر — مثل حباب جامے سے ہو باہر آسمان
شادی کی اوسکی دہوم ہی آج آسمان تلک — تابع زمانہ جسکا ہی فرمان بر آسمان
فرزند شاہ یعنی جوان بخت ذی وقار — تسلیم کو ہے جسکے جہکا تا سر آسمان
ہے اوسکی بارگاہ مین مانند چوبدار — حاضر عصائی کاہکشان لیکر آسمان
اس بیاہ کی نوبت سے ہے اسقدر سرور — ہے پیر پر جوانون سی ہی بہتر آسمان
پہرتا ہے اہتمام مین شادی کی رات دن — مقدور کیا کہ ٹہر سکے دم بہر آسمان
فرد حساب حرف سی اس بیاہ کے ہو کم — گو لاکہہ جمع و خرچ کا دفتر آسمان
لوزون کی بخت مطبخ عالی مین اسقدر — ہے جسکا ایک تودہ خاکستر آسمان ٭
اس روشنی کی چند دکہا دیجے بیان — تا زان ہے آفتاب کے نیچے پہ آسمان
ابر بہار دود چراغان سے تو بہ تو — ہون سات آسمان کہ سمجھ سترا آسمان
چشم قمر مین اوبہی ہو روشنی دو چند — کاجل لگا ہی اوسکے ہو نین سی گر آسمان
گرڈ لے پارہ پارہ فلیتون کیواسطے — مہتاب کو سمجھکے کہین چادر آسمان
یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ نو بہ نو — فایق ہو کیا سبو چہ سا چق پر آسمان
ہتہلیون مین وہ نقل پڑی اسکا عکس اگر — لے کہکشان کی مانگ مین موتی بہر آسمان
آرایش ایسی اور وہ گلہا ہے رنگ رنگ — ادنی سا چمن مین غنچہ نیلوفر آسمان
ہو والے اسمین پہول طلائی و نقرئی — لیلے کی ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان
نقار خانے کی ہی چراغان سی وہ شکوہ — گویا ہی اک زمین پہ پر از اختر آسمان

قطعہ

کرتا رقص تخت پہ نقار خانے کے — شہنائی کی صدا کو جو سن سنکر آسمان
آواز سے دمامۂ نوبت سے گونج اوٹہا — وہ جو سب آسمانون کے اوپر ہی آسمان
دولہا دولہن کی ہی یہ علامت سہاگ کی — آیا ہے اک سہاگ پڑا سنکر آسمان

یہ مہیج اوڑہی ہی اوڑکے پہوتا ہی وہ ملبند — رکہہ لے ہی سر پہ مثل گل احمر آسمان

رتارہا براتکی شب شام سی تنار — شبنم کی جاے صبح تلک گوہر آسمان

ہوے براتیون کی نہ ہرگز ہجوم کو — انجم کے لاکہہ جمع کرے لشکر آسمان

عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جہان مین ہے — زہرہ سے اب قران سہ انوار آسمان

ہنگام بزم عقد ستارونکے واسطے — کیا کیا سجے ہی اوج و شرف کی گہر آسمان

بدبین کی ہے نظر کے جلانے کیواسطے — انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جسوقت سہرا باندھکے دولہا ہوا سوار — کیا کیا بلائین لیتا تہا جہک جہک کر آسمان

رتا تہا ان بیکاد کو دم پڑہکے دمبدم — دولہا کے صبحدم رخ روشن پر آسمان

ایسا نہین جہان کوئی نخل آرزو — لایا ہو آج جسمین نہ برگ و بر آسمان

رتا ہی شاخ خشک تمنا کو نخل سبز — ہر پردہ مثل پردۂ بازیگر آسمان

شادی کا اوسکے نور بصر کی ہی اہتمام — کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اوسکا نام — ہو حکم نہ اوسکی کبہی باہر آسمان

وہ آفتابی اوسکی تجمل جس سی آفتاب — وہ چتر اوسکا جس سے تہو ہمسر آسمان

مطلع پڑہون حضور مین جسپی کہے — مطلع سی آفتاب کے ہی بہتر آسمان

مطلع ثانی

تجہسا زمین پہ دیکہی جو فخر آسمان — قربان نہ کیون زمین کے ہو پہر پہر کر آسمان

طالع سد اسا عد و عالم سد امطیع — کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر — جسطرح کو ہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کیواسطے ترے نام بلند کے — گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع — ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریا قہر تیرا جو طوفان کرے بپا — نہ جاے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قباے علو جاہ — زیبندہ جسکے واسطے بالا بر آسمان

تیری گہر فشانی دست کرم سے ہے — گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان